محمد اکرم رحمانی

ادارہ علوم اثریہ ۰ لائل پور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۵

حدیث موضوع

اور

اُس کے مراجع

مرتّبہ

محمد اکرم رحمانی

متخصّص

ادارہ علوم اثریّہ

ناشر

ادارہ علومِ اثریّہ - لائلپور

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	تقدیم	
۲	تمہید	۱
۳	موضوع کے لغوی اور اصطلاحی معنی	۵
۴	موضوع حدیث کی روایت	۶
۵	وضّاعین کا حکم	۷
۶	صوفیہ کی جہالت	۱۰
۷	وضع حدیث کی ابتداء اور اس کے اسباب	۲۰
۸	اسباب وضع حدیث	۲۶
۹	شیعہ اور وضع حدیث	۲۷
۱۰	خوارج اور وضع حدیث	۴۰
۱۱	زنادقہ اور وضع حدیث	۴۵
۱۲	مختلف قسم کے تعصّبات	۵۰
۱۳	قصص و وعظ	۵۲
۱۴	فقہی وکلامی اختلافات	۵۵
۱۵	جہالت کے باوجود نیکی کی رغبت	۵۷
۱۶	سلاطین اور امراء کی خوشنودی	۶۰
۱۷	مشہور وضّاعین کے اصناف و اقسام	۶۲
۱۸	خلفاء و امراء کی وضّاعین سے مداہنت	۹۲
۱۹	اسمائے وضّاعین اور کذّابین کی فہرست	۹۵
۲۰	وضّاعین اور کذّابین کے مراجع	۱۰۰
۲۱	موضوع روایات کے مراجع	۱۰۱
۲۲	فتنۂ وضع حدیث اور سلف صالحین	۱۰۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۳	التزام اسناد	۱۰۴
۲۴	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۱۰۸
۲۵	طلب حدیث کے لئے سفر	۱۱۰
۲۶	تنقید رواۃ	۱۱۳
۲۷	کذاب راویوں کی تتبع	۱۱۵
۲۸	موضوع حدیث اور اس کی علامات	۱۱۷
۲۹	سند میں وضع کی علامات	۱۱۷
۳۰	متن میں وضع کی علامات	۱۲۰
۳۱	علماء کی مساعی کے ثمرات ونتائج	۱۳۲
۳۲	احادیث موضوعہ پر مشتمل کتب	۱۳۳
۳۳	مراجع	۱۴۰

مطبوعہ :- دین محمدی پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

بلاشبہ اسلام کے جملہ عقائد و اعمال کی بنیاد کتاب و سُنت پر ہے اور یہ کہ سُنت درحقیقت کتاب اللہ کی شارح اور مفسر ہے اور اسی کی عملی تطبیق کا دوسرا نام سنت ہے۔

آنحضرتؐ کو جوامع الکلم دیئے گئے اور بلاغت کے اعلیٰ وصف سے نواز ے گئے۔ جب آپؐ اپنے بلیغانہ انداز میں کتاب اللہ کے اجمال کی تفسیر فرماتے یا کسی سائل کو اس کے سوال کا فی البدیہہ جواب دیتے۔ تو سامعین اس میں ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتے اور اسلوب بیان اس قدر ساحرانہ ہوتا کہ وقت کے شعراء اور بلغاء بھی باوجود قدرت دوجیت کے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔

اسی بناء پر گو احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدون نہیں ہوئیں تاہم جو لفظ بھی آنحضرتؐ (فداہ ابی وامی) کی زبان مبارک سے نکلتا وہ ہزارہا انسانوں کے قلوب و اذہان میں محفوظ ہوجاتا اور نہ صرف محفوظ ہوتا بلکہ صحابہ کرامؓ اس کے حفظ و ابلاغ اور اس پر عمل کے لئے شیفتہ و فریفتہ نظر آتے۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرتؐ کے سفر و حضر، حرب و سلم، اکل و شرب اور سرور و حزن کے تمام واقعات ہزارہا انسانوں کو آپ کی زندگی میں ہی

محفوظ ہو چکے تھے کہ تاریخ انسانی میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اور نہ ہی آئندہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ خیر القرون کے گزرنے تک ایک طرف تو حدیث کی باقاعدہ تدوین نہ ہو سکی اور دوسری طرف حضرت عثمانؓ کی شہادت کے ساتھ دورِ فتنہ شروع ہو گیا جس کی طرف احادیث میں اشارات پائے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ فتن کسی ایک جہت سے رونما نہیں ہوئے بلکہ سیاسی اور مذہبی فتنے اس کثرت سے ابھرے کہ ان پر کنٹرول ناممکن ہو گیا۔ ان فتنوں میں ایک فتنہ وضع حدیث کا تھا جسے ہم مضر اثرات کے لحاظ سے دین میں سب سے بڑا فتنہ قرار دے سکتے ہیں۔ اس فتنہ کے سدباب کے لئے گو پہلی صدی ہجری کے خاتمہ پر ہی بعض علمائے تابعین نے کوششیں شروع کر دی تھیں۔ اور ابن شہاب زہری، ابن الماجشون، سعید بن ابی عروبہ اور ربیع بن صبیح ایسے علماء احادیث صحیحہ کی تدوین کے لئے اپنی مساعی بروئے کار لا رہے تھے تاہم صحیح معنوں میں احادیث صحیحہ کی تخلیص و تدوین کے لئے پہلی کوشش ابو جعفر المنصور کے دور میں ہوئی جنہوں نے اس مہم کے لئے امام مالک بن انسؒ جیسی شخصیت کا انتخاب کیا اور امام موصوف نے نقد و نظر کر کے ایک لاکھ احادیث سے صرف دس ہزار کا انتخاب کر کے اپنی کتاب موطا میں ان کو جمع کیا۔ مگر امام مالکؒ لگاتار ان احادیث پر نظر ثانی کرتے رہے حتی کہ انہوں نے اپنی چالیس سالہ علمی زندگی میں چھان بین کے بعد اس دس ہزار کے مجموعہ میں سے بھی پانچ سو احادیث کو اس قابل سمجھا کہ انہیں موطا میں باقی رکھا جائے۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے۔ کہ جب کہ خیرالقرون کے دور میں احادیث ضعیفہ اس کثرت سے شائع ہوگئی تھیں کہ امام مالکؒ جیسے امام کو ایک لاکھ احادیث سے صرف پانچ سو احادیث کے انتخاب پر اکتفا کرنی پڑی۔ اور وہ بھی مدینۃ الہجرۃ اور دارالسنۃ میں بیٹھ کر تو دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس فتنہ کی حدود کیا ہو سکتی ہیں۔ بہرحال امام مالکؒ نے حدیث نبوی کی جمع وتدوین اور تمیز الصحیح من السقیم کے لئے ایک راستہ متعین کر دیا۔ جس پر چل کر محدثین نے اس کام کی تکمیل کی۔ امام مالکؒ کے نقش قدم پر امام بخاریؒ نے جمع احادیث کے لئے اقدام کیا۔ اور اپنی "الجامع الصحیح" کی تالیف کے سلسلہ میں چھ لاکھ احادیث جمع کیں جن میں سے صرف چار ہزار احادیث منتخب کر کے "الصحیح" میں درج کیں پھر امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ کی اتباع کرتے ہوئے چھ لاکھ احادیث میں سے چھ ہزار احادیث کا انتخاب کیا پھر درجہ بدرجہ اصحاب سنن نے اپنی تالیفات پیش کیں مگر انتخاب میں صحیحین کا معیار اس قدر بلند تھا کہ دوسری کتابیں مقبولیت میں ان کا درجہ نہ حاصل کر سکیں۔

وضع حدیث کے اس فتنہ کو روکنے کے لئے محدثین نے صرف احادیث صحیحہ کے جمع کر دینے کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ سنت کی حفاظت کے لئے علل حدیث، جرح وتعدیل اور نقد رجال کے قواعد ومعاییر قائم کئے اسانید کے درجات مقرر کئے، ثقات اور ضعفاء رواۃ پر مستقل تالیفات مرتب کیں اور مجروح رواۃ کے عیوب بیان کئے۔ موضوع احادیث کو الگ تذکروں میں جمع کیا اور نقاد حدیث کے لئے معاجم ترتیب دیئے۔ الغرض۔ محدثین کی

یہ کوششیں بار آور ہوئیں اور ہر جہت سے احادیث کی تمیز امت کے سامنے آگئی۔ زیر نظر مقالہ میں محدثین کی انہی مساعی کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے جو کہ فن حدیث پر تحقیق و بحث کے سلسلہ میں اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ مولانا محمد اکرم رحمانی طالب علم (سال اول) کی محنت کا نتیجہ ہے جو بہرحال انتہائی قابل قدر ہے"

محدثین کی ان کوششوں کے بعد بھی اگر مسلمانوں میں شرک و بدعات رواج یافتہ نظر آرہا ہے اور مذہبی حلقوں میں خرافات اور اسرائیلیات سے دلچسپی اور محبت کا رجحان موجود ہے تو یہ ان محدثین کا قصور نہیں ہے بلکہ عوام کی ذہنی پستی اور ناقص العلم لوگوں کی فتنہ پردازیاں اس کا اصل باعث ہیں جو کہ جو فروش اور گندم نمائی کا شیوہ اختیار کر چکے ہیں۔ تحریک اہل حدیث کا مقصد سنت کو رواج دینا اور شرک و بدعات کا قلع قمع ہے۔ اور ہمارے بزرگوں نے اپنے علم و عمل سے اس مقصد میں کامیابیاں حاصل کیں ہیں مگر آج ہمارے مدارس میں تعلیم و تدریس کا معیار اس قدر پست ہو چکا ہے کہ علوم حدیث کے مبادیات سے بھی آگاہی حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس طرف توجہ دی جاتی ہے جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

ادارہ علوم اثریہ کے مقاصد میں علوم حدیث پر بحث و تحقیق کروائی جاتی ہے اور جرح و تعدیل اور علل حدیث کے فن کے ساتھ لگاؤ پیدا کرنے کے لئے رہنمائی دی جاتی ہے۔ زیر نظر مقالات اسی سلسلہ

ش

کی اہم کڑیاں ہیں اور آج کے علمی وتحقیقی دور میں منکرین حدیث کا مقابلہ کرنے کے لیے ان فنون پر مہارت ضروری ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ کو ان مقاصد میں کامیاب فرمائے اور ہمیں مزید توفیق سے نوازے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (آمین)

(مولانا) محمد عبدہ الفلاح

خادم ادارہ علوم اثریہ

لائل پور

تمہید

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ٥

امابعد: اسلام کو روزِ اول سے جن فتنوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ اگر کسی دوسرے مذہب کو ان سے واسطہ پڑتا تو وہ اسے پیس کر رکھ دیتے اس کا شیرازہ بری طرح سے پراگندہ ہو جاتا اور اس کی خاک تک کو بھی مخالف ہوائیں اڑا لے گئی ہوتیں۔ اگر ایک شعلہ بجھتا ہے تو دوسرا بھڑک اٹھتا ہے، اگر ایک بغاوت فرو ہوتی ہے تو نئی بغاوتیں رونما ہو جاتی ہیں، اگر ایک سازش کا خاتمہ ہوتا ہے تو تخریبی عناصر کسی اور خوفناک سازش کا دام ہمرنگ زمین بچھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں

لیکن اسلام ان تند و تیز طوفانوں میں روشنی کے بلند مینار کی طرح قائم رہا۔ اس کی دلفریب تجلیات تاریکیوں کا سینہ چیرتی رہیں اور گرداب و تلاطم میں پھنسے ہوتے سفینوں کو سلامتی کے ساتھ ساحل تک پہنچاتی رہیں اور اسلام کا یہ مینار تاقیامت یونہی ضیاپاش رہے گا۔

انتہائی قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں ایسے فرقے اور افراد پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے حصارِ محکم کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں اپنی تمام تر قابلیتیں صرف کر دیں۔ جن کو ہوسِ جاہ و مال نے یوں مسخر کر لیا کہ وہ ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے سے بھی باز نہ آئے جنہوں نے اپنی شخصی اور وقتی مصلحتوں پر ملت کے مجموعی اور ابدی مفاد کو قربان کر دیا۔

یہ آزمائش بہت حوصلہ شکن اور روح فرسا تھی۔ تاریخ کا ایک ابتدائی طالب علم بھی اس حقیقت سے نا آشنا نہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کو جو نقصان ان مارہائے آستین کی زہر چکانی سے پہنچا اس کے سامنے وہ نقصان ہیچ ہے جو تاتاریوں کی بربریت اور فرڈیننڈ[1] کے قتلِ عام سے ہوا یہ سب لوگ مصلحین کا لباس پہنے ہوئے جلوہ افروز ہوتے۔ ان کی آنکھیں پُر نم تھیں۔ اور ان کے لبوں پر سرد آہ تھی۔ ان کی زبان غمِ ملت میں مرثیہ خواں تھی، ان کا قلم امت کے مصائب پر نوحہ کناں تھا۔ ان کی تقریروں۔ ان کی تحریروں میں بلا کی فصاحت و بلاغت تھی، لیکن ان کا طرزِ فکر اور طرزِ عمل مفسدانہ تھا۔ ان کا مقصد امت کا شیرازہ بکھیرنا تھا۔ ان کے پیشِ نظر اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل تھی۔ ہر ایک نے اپنی

---

[1]: فرڈیننڈ اسپین کے اس بادشاہ کا نام ہے جس کے حکم سے اسپین کے کروڑوں مسلمانوں کو یا تو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا زبردستی عیسائی بنا دیا گیا۔

بساط و استعداد کے مطابق ملت میں نئی تخلیق کی اور اسی قصر سے انیٹیں اور پتھر اکھیڑ کر اپنے لیے نئے نئے ایوان تعمیر کرتے۔

اللہ تعالےٰ کی رحمت اپنے مخلص و پاک باز بندوں کے ذریعہ سے اگر ان مدعیان اصلاح و تجدید کا راز فاش نہ کرتی تو معلوم نہیں۔ ان کی کوششیں کیا گل کھلاتیں

علمائے کرام کے مسلسل جہاد اور پیہم تگ و دو کے باوجود آج بھی بعض فرقے جسم ملت پر ناسور بنے ہوئے ہیں جو ہر نازک موقع پر اس کے لئے کرب و اذیت کا باعث بنے رہتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں ہم نے اسی قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے قصر اسلام کی بنیادوں کو اس کے اندر ہی بیٹھ کر اس طرح کھودنا شروع کر دیا کہ دیکھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ وہ تخریب کی بجائے تعمیر میں لگے ہوئے ہیں۔ اور معاً ہم نے علمائے سلف کی جہود و مساعی اور ان کے حسین کارناموں کا بھی ذکر کیا ہے جن کے ذریعہ ان مدعیان اصلاح و تجدید کا راز بڑی طرح فاش کیا گیا ہے اور ان کے دجل و فریب سے ہمیشہ کے لیے سنت مطہرہ محفوظ و مصئون ہو کر رہ گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں دجالوں اور کذابوں کے دجل و فریب سے بچائے اور صحیح طریقہ پر اسلام اور دین حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

محمد اکرم رحمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع حدیث اور اس کے مراجع

لغوی معنیٰ:- موضوع کا لفظ باب وضع (فتح) سے اسم مفعول ہے اور لغت عرب میں وضع کے معنیٰ کسی چیز کو اس کے اصلی مقام سے نیچے اتار دینا کے ہیں۔ اسی سے یہ لفظ جھوٹ باندھنے، چھوڑ دینے اور گرا دینے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً جیسے کہا جاتا ہے "وضع فلان هذا الكلام"، تو اس کے معنیٰ جھوٹ بات بنا لینے کے ہوتے ہیں۔ اور موضوع (اسم مفعول) کے معنیٰ مکذوب، مفتریٰ اور مختلق کے ہوں گے۔ یعنی وہ بات جو جھوٹ موٹ بنا کر کسی دوسرے کی طرف نسبت کر دی گئی ہو۔

محدثین اور علمائے اثر کی اصطلاح میں "حدیث موضوع" ہر اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے راوی نے اپنے پاس سے بنا کر آنحضرت کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ علامہ امیر یمانی توضیح الافکار کے حواشی میں لکھتے ہیں:- هو الكلام الذي اختلقه وافتراه واحد من الناس ونسبه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی وہ کلام جو کسی راوی نے اپنے

پاس سے بنا کر آنحضرت کی طرف منسوب کر دی ہو۔ [۱]

موضوع حدیث کی روایت :-

حافظ ابن الصلاح علوم الحدیث میں اس قسم کی حدیث کی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ھو شرُّ الاحادیث الموضوع [۲]

لہٰذا اس کی روایت کرنا حرام ہے۔ اِلّا یہ کہ اس کے موضوع ہونے کی تصریح کردے۔ اس پر محدثین کا اتفاق ہے چنانچہ علامہ نووی رح مقدمہ صحیح مسلم کی شرح میں اس پر بحث کے دوران لکھتے ہیں۔

وتحرم روایۃ الحدیث الموضوع علی من عرف کونہ موضوعاً او غلب علی ظنہ وضعہ فمن روی حدیثاً ... ولم یبیّن حالہ روایتہ فھو داخل فی ھذا الوعید [۳]

کہ جس شخص کو حدیث کے موضوع ہونے کا علم یا غالب ظن و گمان ہو اور پھر وہ اس کی وضاحت کئے بغیر اسے روایت کرے تو وہ سمرہ بن جندب والی حدیث کے مطابق احد الکاذبین بن جائیگا

اور محدثین نے تصریح کی ہے کہ حرمت روایت کا یہ حکم عام ہے اور ہر قسم کی جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کے حق میں ہے۔ عام

---

۱ توضیح الافکار - ج ۲ ص ۶۸ : ۲ ص ۸۹ ۳ نووی شرح مقدمہ صحیح مسلم ص ؟ ایضاً فتح المغیث ص ۱۲۵

ہے کہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب اور قصص وغیرہ سے۔ چنانچہ علامہ قاسمی قواعد التحدیث میں لکھتے ہیں۔

اتفقوا علی انہ تحرم روایتہ مع العلم بوضعہ سواء کان فی الاحکام او القصص و الترغیب و نحوھا[1]	یعنی جملہ محدثین اس پر متفق ہیں کہ موضوع حدیث کی روایت حرام ہے۔ عام اس سے کہ وہ حدیث احکام سے ہو یا قصص و ترغیب کے قبیل سے ہو

اور علامہ سیوطیؒ نے "فی ای معنی کان" فرما کر ہر قسم کے مفہوم کو عام کر دیا ہے۔[2]

یہی بات شیخ الاسلام ابن حجر اور عراقی نے شرح الفیہ میں بیان کی ہے

وضاع کا حکم: حدیث۔ "من کذب علی متعمدا" الخ کے تحت امام نوویؒ لکھتے ہیں۔ اگر کسی راوی نے ایک حدیث میں عمداً جھوٹ کا ارتکاب کیا تو وہ فاسق گردانا جائے گا۔ اور اس کی جملہ مرویات مردود قرار دی جائیں گی۔ اور اگر تائب بھی ہو جائے تب بھی ہمیشہ کے لئے مجروح قرار پائے گا اور اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا[3]

---

[1] ص ۱۵۰ [2] تدریب الراوی ص ۱۶۸

[3] مقدمہ شرح مسلم ص ۸

اور وضاع کو فاسق ہی نہیں بلکہ حدیث "فلیتبوأ مقعدہ من النار" کے تحت علماء نے اسے کافر قرار دیا ہے
چنانچہ علامہ سیوطی فرماتے ہیں:۔

لا اعلم شیئا من الکبائر، قال اھل السنۃ بتکفیر مرتکبہ الا الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بلکہ امام الحرمین کے والد الشیخ ابو محمد الجوینی تو فرماتے ہیں کہ یہ کفر معمولی درجہ کا کفر نہ سمجھے بلکہ یہ کفر مخرج من الملت کفر ہے ائمہ مالکیہ میں سے ابن المنیر نے بھی امام جوینی سے اتفاق کیا ہے۔

ملا علی قاری ان حضرات کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قلت ویؤیدھما قولہ علیہ السلام لیس الکذب علی کالکذب علی غیری[1]

حافظ ابن تیمیہ حدیث من کذب علی متعمدا الخ کا شان ورود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مزید یہاں آنحضرت نے اس شخص کے قتل کا حکم دیا تھا جس نے آپ پر جھوٹ باندھا تھا۔ نیز فرمایا کہ اس کی میت کو آگ سے جلا ڈالنا"

یہ قصہ ابن عدی نے الکامل میں بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ ھذا اسناد صحیح علی شرط الصحیح لا نعلم لہ علۃ

کہ اسناد کے اعتبار سے بھی اس حدیث میں کسی قسم کا سقم نہیں ہے

[1] موضوعات ملا علی قاری صہ ۱۳

اور یہ قصہ ابن الجوزی نے "کتاب الجلیس" میں بھی ذکر کیا ہے جو کہ مذکورہ روایت کے لئے بطور شاہد پیش کیا جا سکتا ہے۔

ابوالفضل الہمدانی وضاعین کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:- مبتدعۃ الاسلام والکذابون والواضعون للحدیث اشد من الملحدین۔

علماء نے یہ تشدد اس لیے کیا ہے کہ اس قسم کی جسارت آنحضرت کے ادب و احترام کے خلاف ہے جو کہ جزو ایمان ہے اور پھر یہ آنحضرت پر ایمان کے تقاضا کے بھی منافی ہے اور چونکہ آنحضرت کی تکذیب اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے۔ تو آنحضرت پر کذب بیانی اللہ تعالیٰ پر افتراء کے مترادف ہو گی۔ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:-

ووجہ ھذا القول ان الکذب علیہ کذب علی اللہ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہے جس کے کافر اور مباح الدم ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔ تکذ الذی من تعمد الکذب علی رسولہ" [1]

اس کی وضاحت کے لئے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا اس کے احکام کی تکذیب کے ہم معنی ہے اور آیت کریمہ فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بالحق لما جاءہ

---

[1] الصارم ص ۱۶۸

میں دونوں (کذب وتکذیب) کو برابر کا جرم قرار دیا ہے۔ بلکہ کذب علی اللہ کو مقدم لاکر اس جرم کے بڑے ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو شخص تکذیب کرتا ہے۔ وہ گویا اللہ تعالیٰ کے دین اور رسالت کا ابطال کرتا ہے۔ اور جو شخص جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے۔ وہ دین میں اضافہ کرتا ہے۔ (فالزیادۃ فی الدین کالنقص)

اس بناء پر حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

ولافرق بین من یکذب بآیۃ من القرآن او یصنیف کلاماً ویزعم انہ سورۃ من القرآن عامداً الیٰ ذلک[1]

نیز آنحضرت پر جھوٹ باندھنا آپؐ (فداہ ابی وامی) کے ساتھ استخفاف واستخفاف کے مترادف ہے جو کہ کفر صریح ہے۔

الغرض آیات واحادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث وضع کر کے آنحضرت پر جھوٹ باندھنا بدترین جرم ہے اور حدیث موضوع کو بدون تصریح وضع کے بیان کرنا حرام ہے

صوفیہ کی جہالت:۔ صوفیہ کرام میں بعض حضرات نے از راہ جہالت ترغیب وترہیب، وعظ و تذکیر اور فضائل سور میں احادیث موضوعہ کی روایت کو جائز

---

[1] الصارم صـ ۱۶۸

قرار دیا ہے۔ اور اس کے لئے یہ سہارا لیا کہ حدیث میں تو من کذب علیّ الخ کے متعلق وعید فرمائی ہے، نہ کہ، لہٗ، کے لئے۔ ہم چونکہ احادیث موضوعہ کی روایت آنحضرتؐ کے دین کی اشاعت کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اس وعید سے خارج ہیں حافظ ابن حجرؒ ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے "فتح الباری" میں لکھتے ہیں۔

وقد اغترَّ قوم مِنَ الجھلۃِ فوضعوا احادیث فی الترغیب والترھیب وقالوا نحن لم نکذِبْ علیہ بل فعلنا ذالک لتاشید شریعتہ والحال ان الحدیث لا تکذبوا علیّ۔ معناہ لاتنسِبُوا الی الکذب ولا مفھوم لقولہٖ عَلَیَّ

یعنی حدیث من کذب علیّ کے معنی یہ ہیں۔ کہ جھوٹی کوئی بات میری طرف منسوب نہ کرو۔ اور یہاں علیّ کے مفہوم سے استدلال بے معنی ہے۔ کیونکہ جب آنحضرتؐ نے مطلقاً کذب بیانی سے منع فرمادیا ہے تو اب لہٗ اور علیّ کے مابین فرق کی منطق بے معنی اور مہمل ہے۔

صوفیہ کرام کے گروہ میں ایسے جہال کا وجود نہایت خطرناک ہے لوگوں کو ان کے تدین اور زہد و تقشف سے دھوکا لگ جاتا ہے۔

اور وہ ان کے اقوال پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ چنانچہ علماء نے تصریح کی ہے کہ:

"وهم اعظم الناس ضرراً اتقة الناس بهم وقبوله منهم" [۱]

اور علمائے حدیث ورجال نے دین کی حفاظت کے لئے ان لوگوں کی علی الاعلان تردید کی ہے اور حدیث کی روایت کے سلسلہ میں ان کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

چنانچہ یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں:

ما رایتُ الصالحین اکذب منهم فی الحدیث

اسلامی فرقوں میں دوسرا گروہ کرامیہ کا ہے۔ جہلا صوفیہ اور قصاص کی طرح ترغیب وترہیب کے لئے وضع احادیث کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وجوزت الكرامية الوضع فی الترغيب والترهيب وهو خلاف اجماع المسلمين" [۲]

یہ گروہ بھی ماسبق کی طرح یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ یا "نہ کذب لہ لا علیہ" یعنی لہ حدیث من کذب علی الخ میں

---

[۱] تنقیح الانظار [۲] تدریب الراوی ص ۱۸۵

جو کذب کی وعید ہے وہ محض اس کذب کی ہے جس کا تعلق آپ کی ذات گرامی سے ہو اور ہم تو آپ کے دین کی تائید و نصرت اور اس کی نشر و اشاعت کے لئے جھوٹ بولتے ہیں جس میں کچھ حرج نہیں ہے [1]

حافظ ابن حجرؒ ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں وھو جھل باللغۃ العربیۃ کہ ان کا یہ استدلال عربی محاورہ سے جہالت کی دلیل ہے۔

مزید برآں کرامیہ نے کہا ہے کہ حدیث، من کذب علی کے بعض طرق میں لیضل بہ الناس۔ آیا ہے [2] جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو شخص دین میں گمراہی پھیلانے کی غرض سے جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے۔ اس کے حق میں یہ وعید ہے اور ہم تو لوگوں کو نیکی کی ترغیب اور فحشاء سے روکنے کے لئے احادیث وضع کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس وعید سے خارج ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اوّلاً تو اس روایت کے وصل و ارسال میں اختلاف ہے امام حاکمؒ اور دارقطنیؒ نے اس کے مرسل ہونے کو ترجیح دی

---

[1] القواعد التحدیث ص ۱۴۷ تا ۱۵۷

[2] کما رواہ البزار عن عبداللہ بن مسعودؓ۔ فارجع الی القواعد التحدیث

ہے اور دارمیؒ نے اسے اسناد ضعیف کے ساتھ روایت کیا
ہے اور پھر اس زیادتی کے باطل ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق
ہے لہذا اس سے استدلال باطل ہے [1]

نیز بفرضِ محال اگر اس زیادتی لیضل بہ الناس کی صحت کو تسلیم
بھی کر لیں۔ تب بھی اس سے استدلال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس
میں لام صیرورۃ کے لیئے ہے نہ کہ تعلیل کے لیئے جیسا کہ آیت کریمہ
فمن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبا ليضل الناس
میں لام عاقبت اور صیرورۃ کا ہے نہ کہ تعلیل کے لیئے۔ یعنی
لیضل الناس کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ اس کے افتراء کا نتیجہ یہ ہوگا
کہ لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے اور قرآن میں لام عاقبت
کے اور بھی شواہد موجود ہیں۔ اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہاں لام
محض تاکید کے لیئے ہے اس کے ماسوا اس کا کچھ بھی مفہوم نہیں
ہے۔ جیسا کہ آیت فمن اظلم الآیۃ میں ہے [2]

الغرض :- وضع حدیث پر وعید اور اس روایت کی حرمت پر
محدثین اور فقہاء کا اتفاق ہے۔ اور اس پر حدیث مَنْ كَذَبَ
علیَّ الخ قطعیت کے ساتھ دال ہے جس کی صحت پر اجماع ہے

---

[1] القواعد ص ۱۷۵ ایضاً فتح المغیث ج ۱ ص ۱۳۲

[2] راجع لتفصیلہ الی فتح المغیث ص ۱۳۲ و القواعد التحدیث ص ۱۷۵ و

نووی شرح مقدمہ صحیح مسلم ص

اور کثیر التعداد رواۃ نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ بلکہ یہ حدیث حدّ تواتر کو پہنچ چکی ہے چنانچہ صاحب قواعد التحدیث فرماتے ہیں۔

ولاسیما قد روی هذا الحدیث عن جماعة کثیرین من الصحابة [1]

یعنی کثیرین صحابہ کی جماعت سے یہ روایت منقول ہے۔

امام ابوبکر صیرفی نے شرح الرسالۃ الشافعی میں لکھا ہے کہ یہ روایت ساٹھ سے اوپر صحابہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور بعض حفاظ کا قول ہے کہ اس روایت کے علاوہ کوئی روایت ایسی نہیں۔ جس کو ساٹھ صحابہ نے روایت کیا ہو۔ اور پھر ان میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہوں۔

ابن منده نے اس روایت کے اسّی سے زائد صحابہ سے مروی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اور ابن الجوزی نے کتاب الموضوعات کے مقدمہ میں اس روایت کے طرق کو جمع کیا ہے جو تقریباً نوّے سے زائد ہیں

علامہ ابن الصلاحؒ اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں۔

ثم لم یزل عددہٗ فی ازدیادٍ وھلم جرًّا علی التوالی والاستمرار ولیس فی الاحادیث ما فی مرتبتہ من التواتر

ابن دحیہؒ فرماتے ہیں:۔

---

[1] قواعد التحدیث۔ ص ۱۴۲

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اخرجہ البخاری من حدیث المغیرۃ وعبد اللہ
ابن عمرو و واثلۃ ابن الاسقع واتفق مسلم
معہ علی تخریجہ عن علیؓ وانسؓ وابی ہریرۃ
والمغیرۃؓ واخرجہ مسلم من حدیث
ابی سعید ایضاً وصح فی غیر الصحیحین
من حدیث ثلاثین من الصحابۃ وورد ایضاً
نحو خمسین من غیرہم باسانید ضعیفۃ
ومن نحو من عشرین باسانید ساقطۃ

صاحب تنزیہ الشریعہ نے اپنے مقدمہ میں تمام طرق کے
رواۃ کا نام ذکر کیا ہے ۔[1]

ان اقوال کے علاوہ صاحب قواعد التحدیث نے دیگر اقوال
بھی ذکر کیے ہیں۔ جن سے اس روایت کی صحت اور تواتر سے مروی
ہونیکا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

لیکن اس روایت سے کرامیہ نے اپنے دعوی کو ثابت کرنے
کے لیئے چار تاویلات کا سہارا لیا ہے دو کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے

---

[1] قواعد التحدیث ص ۱۷۳ نیز تنزیہ الشریعہ لابن عراق

اوّل۔ حدیث میں کذب علی کا لفظ ہے تو ہمارا مقصد کذب لہٗ ہے نہ کہ علیہ۔

دوم یہ کہ بعض طرق میں لیضل الناس کا لفظ مذکور ہے جس کے پیش نظر روایات کو وضع کرتے ہیں۔ انکار و تفصیلاً ما قبل جوابات کے ذریعہ ہو چکا ہے۔ تیسرے اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر جھوٹ بولا جائے۔ مثلاً یہ کہ آپ کو ساحر یا مجنوں کہا جائے۔

اس تاویل کی صحت کے لئے انہوں نے مندرجہ ذیل روایت سے سہارا لیا ہے:۔ حدثنی ابراھیم ابن ادھم قال حدثنی اعین (ایمن) مولیٰ مسلم ابن عبدالرحمٰن یرفعہ قال (رما) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (من کذب علی متعمدًا) قالوا (قال) (یا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یسمع (نسمع) منک الحدیث فیزید وینقص (فنزید وننقص) فھذا کذبٌ علیک؟ قالا (قال لا) ولکن من حدث علی یقول انا کذاب اوساحرٌ

یعنی حدیث میں نقص و زیادۃ اس وعید کے تحت نہیں آتا بلکہ کذب علی کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص میرے خلاف بکواس اور ہرزہ سرائی کرے اور میری طرف کذب یا سحر کی نسبت کرے مگر علامہ ابن الجوزی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں۔

ھذا حدیث منقطع واعین (ایمن) مجھول

یعنی یہ حدیث منقطع ہے اور راوی اعین (ایمن) مجہول ہے
مزید فرماتے ہیں
اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے جو وضع حدیث کثرت سے کرتے ہیں کوئی حجت اور دلیل نہیں۔ کیونکہ یزید وینقص (نزید وننقص) کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم الفاظ میں ایسی زیادتی اور نقصان کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معنیٰ میں کوئی تبدیلی اور تغیر نہ آئے۔ لیکن جب الفاظ کے نقص وزیادۃ سے معنیٰ میں کسی خلل اور تبدیلی کا اندیشہ ہو۔ تو ایسی صورت میں قطع و بدید ممنوع اور حرام ہے۔

فلیس فیہ راحۃ لمن یقصد الکذب علیہ [1]

جو لوگ تاویل اس حدیث کی یہ کرتے ہیں
کہ حدیث: من کذب علی متعمدًا۔ میں وعید اس معین شخص کے لئے ہے جس نے اپنی قوم کے پاس پہنچ کر اپنے آپ کو آنحضرت کا قاصد ظاہر کیا تھا اور ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور کہا کہ مجھے تمہارے اموال اور دماء پر پورا پورا اختیار ہے۔ جب آنحضرت کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس کے قتل اور پھر جلا دینے کا حکم دیا [2]

---

[1] مقدمہ موضوعات ابن الجوزی ج ۱ ص ۹۵

[2] والبحث فی الصارم وقد مرّ ایضاً عراقی ص ۱۳۲ ج ۱

اور فرمایا ؛۔

من کذب علیّ متعمدًا فلیتبوّا مقعدہٗ من النار

اس قصہ اور حدیث کے شانِ ورود پر علامہ عراقی فرماتے ہیں

وردّ بانّ ھذا الحدیث لم یثبت اسنادہٗ

مذکورہ حدیث کی سند کوئی ثابت نہیں ۔ لہٰذا قابلِ حجت نہیں اور بفرضِ محال اگر ثابت بھی ہو تو پھر بھی ان کے لیے وضع احادیث کے جواز کا اس سے ثبوت مہیا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لفظ کے عموم کا اعتبار کرتے ہوئے مفہوم لیا جائے گا۔ شانِ ورود کا اعتبار نہیں ہوگا۔

علامہ عراقیؒ کے الفاظ یہ ہیں۔

ولو ثبت لم یکف لھم اذا العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب[۱]

مندرجہ بالا تاویلات کے علاوہ علامہ ابن الجوزی نے ایک اور تاویل بھی پیش کی ہے کہ حدیث (من کذب علی متعمدًا) میں کذب سے مراد دین کا عیب بیان کرنا ہے۔ یعنی دین میں خلل و فساد پیدا کرنے کے لیے مجھ پر جھوٹ باندھے۔ چنانچہ اس تاویل پر ایک حدیث بطور دلیل پیش کرتے ہیں

عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کذب علی متعمدًا فلیتبوا مقعدہ بین عینی جھنم فشق ذٰلک علی اصحاب

[۱] فتح المغیث ج ۱ ص ۱۳۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا نحدث عنک بالحدیث فنزید وننقص فقال لیس ذاکم ، انما اعنی الذی یکذب علی یرید عیبی و شین الاسلام

اس حدیث کے آخری ٹکڑے ۔ انما اعنی الذی یکذب علی یرید عیبی وشین الاسلام

سے ان کا استدلال ہے ۔

لیکن ان کا دعوے تب صحیح ہو سکتا ہے جب یہ حدیث صحیح ہو ۔ لیکن یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی سند میں محمد بن فضل راوی ہے ۔ جس کو یحیٰ بن معین نے کذاب کہا ہے ۔ اسی طرح اس کو فلاس اور دیگر نے بھی کذاب کہا ہے ۔

امام احمد بن حنبل اس کے متعلق رقمطراز ہیں ۔

لیس بشیء و انما وضع ھذا من نیتہ الکذب[1]

لہذا براہین قاطعہ سے ثابت ہوا کہ وضع حدیث کسی مقصد کے پیش نظر بھی صحیح نہیں ۔

وضع حدیث کی ابتداء اور اس کے اسباب

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ

---

[1] مقدمہ ابن الجوزی ج ۱ ص ۹۵

وضع حدیث اور اس کی روایت قطعاً حرام ہے جن لوگوں نے اس کے جواز کے لیے حیلے نکالے ہیں وہ سراسر باطل اور غلط ہیں اب ہم تاریخی ادوار کی روشنی میں اس فتنہ کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس فتنہ کا آغاز کب اور کیسے ہوا اور اس کے اسباب و دواعی کیا تھے

آنحضرت کی وفات کے بعد کچھ اختلافات رونما ہوئے مگر خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبرؓ کے فہم و فراست اور بروقت اقدام سے دب گئے اور حضرت عمرؓ کی شہادت تک کسی قابلِ ذکر فتنہ نے سر نہیں اٹھایا۔ مگر جونہی حضرت عمرؓ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اختلاف و انتشار پیدا ہونے لگا اور معاشرہ اسلامی میں بحرانی کیفیت نظر آنے لگی۔

حضرت عمرؓ کی دور اندیشی اور حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کے تدبر سے خلیفہ کا انتخاب تو عمل میں آگیا۔ مگر لیاقت میں جو انتشار پیدا ہو چکا تھا۔ اس میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔ جو بالآخر حضرت عثمانؓ کی شہادت کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس سے عالمِ اسلام کو ایسا دھچکا لگا۔ کہ آج تک ہم اس کے اثرات محسوس کر رہے ہیں۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد گو حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہو گئے اور حجاز و عراق میں ان کا اثر و نفوذ بھی قائم ہو گیا۔ مگر لگاتار حوادث نے اسلامی سلطنت میں سکون نہ پیدا

ہونے دیا اور اسلامی کیمپ دو حصّوں میں تقسیم ہوگیا۔ حجاز و عراق حضرت علیؓ کے حامی بن گئے اور شام و مصر نے حضرت معاویہؓ کا ساتھ دیا۔

علمائے تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت تک حدیث نبوی کا چشمہ صاف شفاف رہا۔ اور اس میں کذب بیانی اور تحریف و تغییر کا ظہور نہیں ہوا۔ مگر جونہی حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے مابین محاربات نے شدت اختیار کی امتِ مسلمہ میں سیاسی گروہوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جنگ صفین میں تحکیم کی وجہ سے مختلف سیاسی گروہ پیدا ہو گئے ؎۱

تحکیم سے قبل اکثریت حضرت علیؓ کے ساتھ تھی اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ نے ان کی خلافت کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن تحکیم کے بعد حضرت علیؓ کی فوج میں انتشار پیدا ہو گیا۔ اور خوارج نے جو تحکیم کے خلاف تھے حضرت علیؓ سے بغاوت کر کے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور حضرت علیؓ کو ان لوگوں کے ساتھ سخت معرکے پیش آئے۔ تاہم ان کو اپنے ساتھ ملانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ تدریجاً ان گروہوں نے دینی اور مذہبی رنگ اختیار کر لیا

؎۱ تاریخ الاسلام ڈاکٹر حسن ابراہیم ج ۱ ص ۲۷۰۔ تبصیرفی الدین و فجر الاسلام احمد امین ص ۲۵۶

اور جمہور امت کے مقابلہ میں شیعہ، خوارج، مرجیہ تین گروہوں نے مستقل مذہب کی شکل اختیار کرلی۔ اور اپنے نظریات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قرآن وسنت سے سہارا لینے کی کوشش کی۔

نصوص کتاب وسنت میں تاویلات کا دروازہ کھولا گیا اور اگر کسی موقع پر قرآن وسنت کی نصوص سے مقصد برآری ہوتی نظر نہ آئی۔ تو سنت میں تحریف اور وضع کی راہ اختیار کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا[1]

وضع حدیث کی یہ تحریک جاری رہی حتیٰ کہ صحیح احادیث کے ساتھ موضوع احادیث نے بھی رواج حاصل کرلیا۔ خلفاء اربعہ کے فضائل میں بہت سی احادیث وضع کی گئیں۔ ہر گروہ نے اپنے عقائد کی تائید اور دوسروں کی مذمت میں احادیث موضوعہ کا ذخیرہ جمع کرلیا اور پھر وضع احادیث کا یہ سلسلہ آراء و افکار کی تائید تک محدود نہ رہا۔ بلکہ عبادات۔ معاملات۔ آداب و زہد وغیرہ کے باب میں بھی احادیث وضع کرنے کی کوشش کی گئی۔ تاہم اس دور میں موضوع احادیث کو کچھ زیادہ قبولیت حاصل نہ ہوسکی۔

جس کی ایک وجہ تو صحابہ وتابعین کبار کی کثرت تھی اور پھر وضع حدیث کے دواعی واسباب بھی کچھ زیادہ نہ تھے۔ حافظ ابن تیمیہ رح

---

[1] اللآلی ج ۲ صفحہ ۲

اس دور کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی کے زمانہ میں ان فتن کا سراغ نہیں ملتا جو بعد میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی کی شہادت کے زمانہ تک کسی بدعتی فرقے کا نام ونشان نہ تھا۔ اس کے بعد خوارج اور روافض دو متحارب گروہ پیدا ہو گئے۔ اول الذکر حضرت علی رضی پر کفر کا فتوے لگاتے جب کہ ثانی الذکر ان کو امام معصوم قرار دیتے۔ بلکہ بعض ان کو نبی اور پھر الوہیت کا درجہ دیتے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کی امارت میں مرجئہ اور قدریہ وجود میں آئے پھر تابعین کے دور میں جہمیہ اور مشبہ وغیرہ فرقے بن گئے۔ اس دور کو اموی سلطنت کا آخری دور کہہ سکتے ہیں

حافظ ابن تیمیہؒ کے ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ شہادت عثمان رض سے قبل چونکہ بدعتی فرقوں کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ اس لیے کسی کو وضع حدیث پر بھی جرأت نہ تھی۔

اس کے بعد افتراق وانتشار اور اہل بدعت کی نشأت نے اس فتنہ کے سامان پیدا کر دیئے۔ اس کی تائید ابن سیرین کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں :- لم یکونوا یسئالون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اهل السنة فیؤخذ حدیثهم وینظر الی اهل البدع فلا یؤخذ حدیثهم[1]

اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں :- انا کنا نحدث عن

[1] نووی شرح مسلم ص ۱۱ ج ۱ الکفایہ ص ۲۶۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لم یکذب علیہ فلما رکب الناس الصعب والذلول ترکنا الحدیث عنہ (ای بلا اسناد)[1]

حضرت ابن عباس اور ابن سیرین کے اقوال سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ بدعت و رفض کے پیدا ہونے سے یہ لوگ وضع حدیث پر بھی جسارت کرنے لگے ورنہ اس سے قبل آنحضرت پر کذب بیانی کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا۔ امام حاکم معرفۃ علوم الحدیث میں اس فتنہ کی نشأت اور ابتداء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قد بدأ ظہور الوضع فی سنۃ احدی واربعین بعد الہجرۃ علی عہد الخلیفۃ الرابع علی ابن ابی طالب حین تنازع المسلمون شیعاً و احزاباً وانقسموا سیاسیاً الی جمہور وخوارج وشیعۃ[2]

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فتنہ وضع حدیث کی نشأت اس وقت ہوئی جب امت میں سیاسی اختلافات رونما ہوئے اور خوارج، شیعہ اور دیگر بدعتی فرقوں نے خروج کیا اور سب سے پہلا واقعہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ہے اور پھر واقعہ تحکیم نے اس فتنہ کو قوت بخشی اس کے بعد حضرت حسینؓ کی شہادت اور دیگر فتن وحوادث نے تو

---

[1] نووی شرح مسلم ص ۱۱ ج ۱ [2] ص ۲۶۶

اس فتنہ میں افسوسناک حد تک اضافہ کر دیا اور عراق جو ان فتنوں کی آماجگاہ تھی۔ کثرت وضع کے سبب " دارالضرب کے نام سے مشہور ہو گیا [۱]

اب ہم وضع حدیث کے اسباب و دواعی پر مفصل روشنی ڈالتے ہیں۔

اسباب وضع حدیث:- قبل ازیں ہم یہ حقیقت واضح کر چکے کہ ہیں کہ وہ سیاسی اختلافات جو عثمانی خلافت کے اواخر اور حضرت علیؓ کی عہد خلافت میں نمودار ہوئے۔

وضع حدیث کا اولین و اساسی سبب تھے لیکن سیاسی اختلافات کے پہلو بہ پہلو کچھ اور اسباب و وجوہ بھی تھے۔ جن کی وجہ سے وضع حدیث کے دائرہ میں مزید وسعت ہوتی گئی۔ ان اسباب کی طرف ہم اجمالی طور پر اشارہ کرتے ہیں۔

اوپر ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد دو بڑے سیاسی گروہ پیدا ہو گئے۔ جن کو خوارج اور شیعہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اس میدان میں ان کے کردار کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

---

[۱] المنتقیٰ من المنہاج ص ۸۸

شیعہ اور وضع حدیث "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء پردازی کرنے کے سلسلہ میں"

یوں تو اہل بدعت کے تمام فرقوں نے تھوڑا بہت حصہ ضرور لیا مگر شیعہ اس میدان میں سب پہ بازی لے گئے۔ امام مالکؒ سے جب روافض کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا ان سے بات چیت نہ کرو اور نہ ان سے روایت کرو۔ اس لئے کہ وہ جھوٹے بولتے ہیں [1]

شریک بن عبداللہ قاضی جو بڑے معروف مگر معتدل شیعہ تھے کہا کرتے تھے۔ "جس سے بھی ملنے کا موقعہ ملے اس سے حدیث لے لو مگر رافض سے نہ لو۔ کیونکہ وہ حدیثیں گھڑتے ہیں اور اسکو ایک دینی کام سمجھتے ہیں" [2]

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں۔ مجھے ایک رافضی شیخ نے بتایا کہ جب ہم اکٹھے ہوتے اور کسی بات کو پسند کرتے ہیں تو اسے حدیث بنا دیتے ہیں [3]

امام شافعی فرماتے ہیں:۔ لم ار احدًا اشهد بالزور من الرافضة" [4]

---

[1] منهاج السنة ج ۱ ص ۱۳۔ والمنتقی من منہاج الاعتدال ص ۲۱

[2] ایضاً ص ۲۱

[3] ایضاً مذکورہ حوالہ۔ نیز الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ص ۲۲ الجرح والتعدیل ص ۲۸ ج ۱ قسم ۱ [4] الباعث الحثیث ص ۱۰۹

والمنتقی من منہاج الاعتدال ص ۲۱۔ الکفایہ ص ۱۲۶

یعنی۔ گمراہ فرقوں میں سے میں نے شیعہ سے بڑھ کر جھوٹی شہادت دینے والا نہیں دیکھا۔ [1]

مشہور شیعہ عالم ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ" میں فرماتے ہیں "خوب جان لیجئے، کہ فضائل و مناقب پر مشتمل احادیث میں اصل جھوٹ شیعہ کی جانب سے آیا ہے [2]

دبنا بریں کہا جا سکتا ہے کہ اولین واضع شیعہ تھے۔ پھر اہل سنت میں سے جاہل لوگوں نے بھی شیعہ کے مقابلہ میں حدیثیں گھڑنا شروع کیں اور شیعہ نیز دیگر بدعتی فرقوں کا مرکز چونکہ عراق تھا۔ اس لیے سرزمینِ عراق وضع حدیث کا اولین گہوارہ بنی۔ اور ائمہ نے عراقی حدیث پر سخت تنقید کی ہے۔ امام زہری" فرمایا کرتے

"حدیث ہمارے یہاں سے ایک بالشت بھر نکلتی ہے اور عراق سے ایک گز بن کر ہمارے پاس لوٹتی ہے۔ [3]

امام مالک رح فرمایا کرتے تھے:۔

نزّلوا احادیث اهل العراق منزلة احادیث اهل الکتاب لاتصدقوهم ولا تکذبوهم "

یہی وجہ ہے کہ امام مالک رح عراق کو" دارالضرب" کہا کرتے تھے

---

[1] ج ۲ ص ۱۳

[2] تاریخ ابن عساکر والسنة ومکانتہا ضحی الاسلام ص ۱۵۲ ج ۲

جس میں حدیثیں گھڑی جاتی تھیں اور روپے پیسے کی طرح بن ٹھن کر لوگوں کے پاس پہنچتیں ہیں[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اہل عراق کی ایک جماعت نے کسی حدیث کے بارے سوال کیا تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ إِنَّ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَوْمًا يَكْذِبُونَ وَيُكَذِّبُوْنَ وَيَسْخَرُوْنَ[2]

یعنی اہل عراق میں سے ایک ایسی قوم ہے جو جھوٹ بولتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تکذیب کرنے کے ساتھ ساتھ استہزاء اور تمسخر بھی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا محدثین اور رائمہ دین کے اقوال سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ شیعہ اور رافضیوں کا وضع حدیث میں کس قدر زیادہ حصہ ہے

اب ہم مختصراً شیعہ کی من گھڑت چند احادیث پیش کرتے ہیں

۱۔ جو حضرت آدم جیسا علم، نوح جیسا تقویٰ، ابراہیم جیسا علم و تحمل، موسیٰ جیسا رعب و داب اور عیسیٰ جیسی عبادت دیکھنا چاہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔[3]

۲۔ حب علی ایک ایسی نیکی ہے جس کی موجودگی میں کوئی برائی نقصان

---

[1] المنتقیٰ من منہاج السنہ ص ۸۰ [2] طبقات ابن سعد ص ۱۳ قسم ۲ ج ۴
[3] الفوائد المجموعہ ص ۳۶۷

نہیں پہنچا سکتی۔ اور بغضِ علی ایک ایسی برائی ہے جس کے ہوتے ہوتے کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ [۱]

۳۔ من احبّنی فلیحب علیاً ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللّٰہ ومن ابغض اللّٰہ ادخلہ اللّٰہ النار

جو شخص مجھ[۲] سے محبت کرے وہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کرے جس شخص نے علی سے بغض اور کینہ رکھا اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے مجھے ناراض کر دیا گویا اس نے اللہ کو ناراض کیا اور جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل کریں گے

۴۔ غدیر خم :-

اہل سنت شیعہ کی وضع کردہ احادیث میں حدیث (غدیر خم) کو پیش کرتے ہیں۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع سے لوٹے تو "غدیر خم" نامی مقام پر صحابہ کو جمع کیا۔ اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر سب کے رُو برو فرمایا۔ یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔ لہٰذا اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو علمائے اہل سنت فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث بلا شک وشبہ شیعہ کی ساختہ

---

[۱] فوائد المجموعہ ص ۳۶۷ [۲] ایضاً ص ۳۸۳

پرداختہ ہے [1]

اور صاحب السنۃ قبل اللہ وین فرماتے ہیں

کہ حضور کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے لئے خلافت کی وصیت کو ثابت کرنے کے لئے شیعہ نے کثیر التعداد احادیث وضع کیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں (حضرت علی کے بارے)

۵۔ وصیی وموضع سری وخلیفتی فی اھلی وخیر من اخلف بعدی علیؓ [2]

یعنی حضور نے فرمایا کہ علی میرے وصی، رازدان، میرے خلیفہ اہل بیت میں اور میرے بعد تمام خلفاء سے حضرت علی بہتر ہیں۔

۶۔ یا علی اَخُصُّكَ بالنبوۃ ولا نبی بعدی [3]

۷۔ اِنَّ لِکُلِّ نبیٍ وصیاً ووارثاً وَاِنَّ وصیی ووارثی علی ابن ابی طالب [4]

یعنی ہر نبی کے لئے وصی اور وارث ہوا ہے لیکن میرا وصی اور وارث حضرت علیؓ ہیں

۸۔ میں علم کی ترازو ہوں۔ علیؓ اس کے دونوں پلڑے حسنؓ حسینؓ اس کی رسیاں اور فاطمہ اس کی درمیانی رسی ہے۔ جس سے ترازو کو لٹکایا جاتا ہے اور ہمارے امام ستون ہیں۔ اس ترازو میں ہمارے

---

[1] السنۃ ومکانتھا [2] الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ

[3] اللآلی المصنوعہ ص ۳۲۳ ج ۱ [4] ایضاً ص ۳ ج ۱

اور ہمارے احباب و اعداد کے اعمال وزن کئے جاتے ہیں۔

۹۔ جب حضورؐ معراج کو تشریف لے گئے تو اللہ تعالےٰ نے ہر آسمان پر اپنی قدرت کے عجائبات اور کرشمے دکھلائے۔ تو آپ نے واپسی پر تمام عجائب لوگوں کے سامنے بیان فرمائے۔ اہل مکہ میں سے بعض نے تصدیق کی اور بعض نے تکذیب۔ اسی اثناء میں آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ پڑا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ ستارہ جس شخص کے گھر میں گرے گا۔ وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔ بعد ازیں معلوم ہوا کہ وہ حضرت علی کے گھر میں واقع ہوا ہے تو اس وقت اہل مکہ نے کہا۔ ضلّ محمّد وغوی وھوی اھل بیتہٖ ومال الی ابنِ عَمِّہٖ" (معاذاللہ)

تو اس مقام پر قرآن کی آیت نازل ہوئی

والنجم اذا ھوی الخ[1]

۱۰۔ خلقتُ انا وعلی من نورٍ وکُنا علیٰ یمین العرشِ[2]

یعنی میں اور علی نور سے پیدا ہوئے ہیں جب کہ عرش کے دائیں طرف تھے۔

۱۱۔ من مات فی قلبہٖ بغض جو شخص اس حالت میں فوت ہوا

---

[1] الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعۃ ص ۳۹۶ والمنتقی من منہاج السنۃ ط ۲۰۶

[2] الفوائد المجموعہ ص ۳۴۲

لعن اللہ ابن ابی طالب فیلعنہ | کہ اس کے دل میں حضرت علی کا بغض
یہودیا او نصرانیا[۱] | تھا۔ گویا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرا[۱]

شیعہ نے حضرت فاطمہؓ کی فضیلت میں مندرجہ ذیل حدیث وضع کی

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لیے تشریف لے گئے تو جبریل آپ کے پاس جنت سے ایک بہہ پھل کا نام) لائے لے آپ نے کھا لیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ امید سے ہوئیں تو حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں۔ چنانچہ جب آپ جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتے تو حضرت فاطمہؓ کو سونگھ لیتے۔[۲]

یاد رہے اس حدیث کو من گھڑت ہونے کے آثار نمایاں ہیں حضرت فاطمہ تو معراج سے قبل پیدا ہوئی تھیں بلکہ علامہ سیرت وطبقات نے بالتصریح لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نبوت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئی تھیں۔ سنہ معراج کے وقت ان کی عمر تقریباً ۱۷ سال تھی۔[۳]

اسی طرح حضرت خدیجہ نماز فرض ہونے سے قبل فوت ہو چکی تھیں اور نماز بالاجماع شب معراج کو فرض ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ

۱۔ الفوائد المجموعۃ ص ۲۳۲ ۲۔ السنۃ ومکانتہا (اردو ترجمہ) ص ۱۳۱
۳۔ ملفوظات ابن الجوزی صفحہ ۱۳ (م ح)

حضرت خدیجہ واقعہ معراج سے قبل فوت ہو گئی تھیں) شیعہ نے جس طرح حضرت علیؓ و اہل بیت کے فضائل و مناقب کے بارے میں حدیثیں وضع کی تھیں۔ اسی طرح صحابہ خصوصاً صحابہ کبار و شیخین رجناب ابوبکرؓ و عمرؓ) کے معائب و مثالب پر مشتمل حدیثوں کے وضع کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

چنانچہ مشہور شیعہ عالم ابن ابی الحدید رقمطراز ہیں۔

فاما الامور الشنيعة المستهجنة التي تذكرها الشيعة من ارسال قنفذ الى بيت فاطمة[1] وان عمر ضغطها بين الباب والجدار وجعل في عنق علي حبلا يقاد به فكله لا اصل له عند اصحابنا ولا يثبته احد منهم ولا رواه اهل الحديث ولا يعرفونه وانما

شیعہ حضرات جن ناپسندیدہ اور گھناؤنے امور کا ذکر کرتے ہیں ہمارے اصحاب یعنی محدثین کے نزدیک ان کا کوئی اصل و اساس نہیں نہ تو محدثین نے ان کو روایت کیا ہے اور نہ ان کو پہچانتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے نقل کرنے میں شیعہ حضرات منفرد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مندرجہ ذیل واقعات بے بنیاد ہیں

۱۔ صحابہ نے حضرت فاطمہ کے گھر میں ایک جنگلی جانور چھوڑ دیا تھا۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو چابک سے مارا تھا۔ اور آپ

۱۔ شرح نہج البلاغہ صہ ۱۵

کے بازو پر اس طرح نشان پڑ گیا تھا۔ جیسے بازو پر بازو بند باندھ رکھا ہو۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو دروازہ اور دیوار کے درمیان زور سے دبایا تھا اور آپ ابّا ابّا پکارنے لگیں۔

۳۔ حضرت عمرؓ نے جناب علیؓ کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچا تھا۔ حضرت فاطمہ پیچھے پیچھے چلّا رہی تھی اور حضرت حسن و حسین رو رہے تھے۔[۱]

ج حضرت معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کی مذمت میں شیعہ نے مندرجہ ذیل حدیثیں وضع کیں۔

۱۔ جب معاویہؓ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو

۲۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ۔ معاویہؓ اور عمرو بن العاص کو فتنہ میں سرنگوں کر اور دونوں کو جہنم میں دھکیل دے۔ اعیاذاً باللہ

اس طرح شیعہ نے اپنے جذبات و احساسات کے پیشِ نظر حدیثیں گھڑنے میں حد درجہ مبالغہ سے کام لیا۔ علامہ خلیلی اپنی کتاب "الارشاد" میں رقمطراز ہیں۔

روافض نے حضرت علی اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ حدیثیں وضع کیں۔ اگرچہ مذکورہ صدر قول مبالغہ سے خالی نہیں تاہم یہ اسی حقیقت

---

[۱] ایضاً ج ۱ ص ۱۳۵۔ السنۃ و مکانتہا اردو ترجمہ ص ۱۳۲

کا آئینہ دار ہے کہ شیعہ نے بکثرت حدیثیں وضع کیں۔ ایک مسلمان جب
شیعہ کی اس عظیم جسارت پر نگاہ ڈالتا ہے۔ تو ورطۂ حیرت میں ڈوب
جاتا ہے۔ تاہم غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ شیعہ کی
اس جسارت کی وجہ یہ تھی کہ وہ غیر ملکی الاصل تھے۔ انہوں نے اسلام کے
پھیلاؤ کو روکنے کے لئے تشیع کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔
دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بظاہر اسلام کے دائرہ
میں آگئے تھے۔ مگر اپنے وطنی و آبائی مذاہب کے اثرات کو
قلب و ذہن سے نکال باہر کرنا ان کے بس کا روگ نہ تھا۔ وہ بدستور
بت پرستانہ ذہنیت میں گرفتار تھے۔ اور رسول کریم پر جھوٹ
باندھنا ان کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اس سے ان کے
دلوں میں جو شدید منافرت کروٹ لیتی تھی۔ یہی ان زنادقہ کا بھی
حال ہے کہ وہ خودکشی و ناخوشی کا اظہار اسی طرز و انداز میں کرتے ہیں
یاد رہے اہل سنت میں سے کچھ جہلا ایسے بھی تھے جنہوں نے
شیعہ کی من گھڑت احادیث سے گھبرا کر ترکی بترکی جواب دینے
کی کوشش کی۔ اور شیعہ کی تقلید میں وضع حدیث کا بیڑا اٹھایا
اگرچہ ایسی احادیث کا دائرہ شیعہ کی نسبت محدود تر ہے نمونہ کے
طور پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ما فی الجنۃ شجرۃ الا مکتوب   جنت کے ہر درخت کے پتوں
علی کل ورقۃ منہا لا الہ الا   پہ کلمہ طیبہ اور حضرت ابوبکر و عمر

۱۔ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق و عمر الفاروق وعثمان ذوالنورین [1]	وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی مندرج ہیں
۲۔ الامناء عند اللہ ثلاثۃ، انا و جبریل ومعاویۃ [2]	امانت دار تین ہیں میں نبی کریم جبریل اور معاویہ

۳۔ ایک دفعہ جنت میں معاویہ مجھے دکھائی نہ آئیں گے۔ دور بڑی دیر سے آئیں گے۔ تو میں پوچھوں گا۔ معاویہ کہاں سے آ رہے ہو؟ وہ کہیں گے میں اللہ تعالے سے سرگوشی کرنے میں مشغول تھا آپ فرمائیں گے دنیا میں آپ کی جو توہین کی گئی تھی یہ اس کا صلہ ہے۔ [3]

۴۔ ان فی السماء الدنیا ثمانین الف ملک یستغفرون اللہ لمن احب ابا بکر و عمر وفی السماء الثانیۃ ثمانون الف ملک یلعنون من ابغض ابا بکر و عمر رضی	دنیا کے آسمان میں ۸۰ ہزار ایسے فرشتے ہیں جو ان لوگوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جن کو ابو بکر اور عمر سے محبت ہے اور دوسرے آسمان میں ۸۰ ہزار

ایسے ہیں جو ان لوگوں پر لعنت بھیجتے ہیں جو ابوبکر و عمر رضی سے بغض رکھتے ہیں ان احادیث کے علاوہ کئی اور احادیث کتب موضوعات میں ملتی ہیں لیکن ہم اختصاراً انہی پر اکتفا کر رہے ہیں۔

ان کے علاوہ کچھ ایسے بھی وضاع تھے جنہوں نے خلفائے اربعہ کے

---

[1] الفوائد المجموعۃ ص ۳۳۸ [2] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ص ۴۴ موضوعات ص ۲۷
[3] السنۃ ومکانتہا (اردو ترجمہ) ص ۱۳۳ [4] الفوائد المجموعۃ ص ۳۳۸

بارے میں احادیث وضع کیں۔ اور یہ لوگ خلفائے اربعہ کو مساوی ہی سمجھتے تھے۔ کسی ایک کے بارے تنقیص برداشت نہ کرتے لہٰذا انہوں نے مذکورہ پہلے دوگروہوں کے مقابلہ میں وضع احادیث کا بیڑا اٹھایا۔

مثال کے طور پر چند احادیث نقل کی جاتی ہیں

۱۔ من شتم الصدیق فانہ زندیق ومن شتم عمرؓ فماداہ سقر و من شتم عثمان فخصمہ الرحمان و من شتم علیاً فخصمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔[1]

جس شخص نے ابوبکرؓ کو برا بھلا کہا۔ وہ یقیناً زندیق ہے اور جس شخص نے عمرؓ کو گالی دینے کا ارتکاب کیا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اور جو شخص عثمانؓ کو گالی دے گا قیامت کے دن اس سے خدا جھگڑا کرے گا اور جو علی کو برا کہے گا اس سے نبی علیہ السلام قیامت کے دن جھگڑا کریں گے۔

۲۔ ینادی منادٍ یوم القیامۃ من تحت العرش این اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ فیوتی بابی بکرٍ و عمر و عثمان و علیؓ رضی اللہ عنہم

قیامت کے دن منادی پکارے گا کہ محمد کے ساتھی کہاں ہیں تو ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کو لایا جائے گا۔[2]

---

[1] الفوائد المجموعہ ص ۳۳۹ [2] ایضاً ص ۳۸۴

۲۔ ابو بکر وزیری والقائم فی امتی من بعدی وعمر حبیبی ینطلق علی لسانی وانا من عثمان وعثمان منی وعلی اخی وصاحب لوائی [1]

حضرت ابو بکر میرے وزیر ہیں اور میرے بعد میری امت میں میرے قائم مقام ہوں گے۔ عمرؓ میرے محبوب ہیں جو میری زبان کے مطابق چلتے ہیں۔ میں عثمانؓ سے ہوں اور عثمان مجھ سے ہے۔ علی میرا بھائی ہے اور صاحب لواء ہے

ان کے علاوہ کثیر التعداد ایسی موضوعات احادیث کتب موضوعات میں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ہاتھ بھی وضع حدیث میں کافی حد تک دراز ہو چکا تھا۔

عباسی خلفاء کے حامیوں نے یوں کیا کہ وصیت علی کی من گھڑت حدیث کے مقابلہ میں حضرت عباس کی وصیت پر مشتمل مندرجہ ذیل حدیث وضع کر ڈالی

۱۔ کہ حضرت عباس میرے وصی اور وارث ہیں۔

۲۔ آپ نے حضرت عباس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ جب ۱۲۵ ہجری کا سال ختم ہو گا تو وہ تیرے بیٹے اور تیری اولاد سفاح و منصور و مہدی کے لیے ہو گا [2]

---

[1] الفوائد المجموعہ ص ۳۸۶ [2] السنۃ و مکانتھا (اردو ترجمہ) ص ۱۳۳

۲۔ خوارج اور وضع حدیث:- علامہ اسفرائنی نے بیان کیا ہے کہ جملہ فرقہ ہائے اسلامی میں خوارج سب سے کم جھوٹ بولنے والے تھے یہ وہ فرقہ ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تحکیم کو قبول کر لینے کے بعد ان کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ خوارج کے قلیل الکذب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کبائر کے مرتکب اہل قبلہ بھی گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو کافر قرار دیتے تھے [1]

خوارج کذب وفسق کو کسی حالت میں بھی حلال نہیں سمجھتے تھے وہ بے حد متقی ہوا کرتے تھے۔ تاہم ان کے بعض اکابر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دروغ گوئی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ ایک خارجی شیخ سے منقول ہے کہ اس نے کہا

إنّ هذه الأحاديث دين،	یہ احادیث دین ہیں لہٰذا
فانظروا عمّن تأخذون دينكم	غور کیجئے کہ تم کس سے دین اخذ
فإنّا كنّا إذا هوينا أمرًا	کر رہے ہو۔ ہم جب کسی چیز
صيّرناه حديثًا [2]	کو پسند کرتے تو اس کے بارے
	میں حدیث وضع کر لیتے

[1] الفرق بین الفرق ص ۵۴ [2] مقدمہ کتاب الموضوعات ابن الجوزی واللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج۲ ص ۴۶۸ والجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع

عبدالرحمان بن مہدی فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل حدیث خوارج اور زنادقہ نے وضع کی تھی۔

اذا اتاکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فان وافق کتاب اللہ فانا قلتہ [1]	جب مجھ سے کوئی حدیث پہنچے اور وہ کتاب اللہ کے مطابق ہو تو وہ میری ہی بیان کردہ ہے۔

صاحب السنتہ ومکانتہا فرماتے ہیں کہ تحریم وجاہلیہ مصنفین اسی طرح لکھتے آتے ہیں

مگر تلاش بسیار کے باوجود مجھے ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملی جس کو خوارج نے وضع کیا ہو۔ اسی طرح موضوعات پر مشتمل کتب میں مجھے ایک خارجی کا نام بھی نہیں ملا جسے کذاب اور وضاع قرار دیا گیا ہو۔ قبل ازیں جس خارجی شیخ کا ذکر کیا گیا ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون تھا

حماد بن سلمہ نے ایک رافضی شیخ سے اس قسم کی جو روایت بیان کی ہے وہ قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے اس روایت کی نسبت خارجی شیخ کی جانب درست معلوم نہیں ہوتی خصوصاً جبکہ ہمیں ایک

---

[1] السنتہ ومکانتہا للسعد ترجمہ)
السنتہ قبل التدوین ص۲۰۵

حدیث بھی ایسی نہیں ملی جو خوارج کی ساختہ ہو

باقی رہا عبدالرحمان بن مہدی کا سابق الذکر قول کہ مندرجہ صدر حدیث زنادقہ و خوارج کی وضع کردہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس قول کی نسبت موصوف کی جانب کس حد تک درست ہے ؟

میرے خیال میں یہ ایک قول بلا دلیل ہے۔ اس میں یہ مذکور نہیں کہ یہ حدیث کس نے اور کب وضع کی ؟ نیز یہ امر ہمارے لئے مزید شک و شبہ کا باعث ہے کہ اس حدیث کی نسبت خوارج اور زنادقہ دونوں کی طرف کی گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ خوارج و زنادقہ دونوں اس کے وضع کرنے پر کیونکر متفق ہو گئے ؟

نیز یہ کہ آیا بیک وقت دونوں فرقوں نے یہ حدیث وضع کی یا ایک نے پہلے اور دوسرے نے بعد میں ؟

مزید براں عبدالرحمان بن مہدی کے علاوہ دوسرے علماء نے صرف زنادقہ کو اس حدیث کا واضع قرار دیا ہے

عون المعبود میں ہے :

بعض رواۃ حدیث نے جو یہ حدیث پیش کی ہے کہ :

جب تمہارے پاس کوئی حدیث پہنچے تو اس کو کتاب اللہ پر جانچ کر دیکھو، اگر اس کے موافق ہو تو اسے لے لو

تو یہ ایک بے بنیاد روایت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ زکریا ساجی

یحیٰی بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

یہ حدیث زنادقہ کی وضع کردہ ہے "[1]

مشہور محدث محمد طاہر پٹنی امام خطابی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث زنادقہ کی ساختہ ہے[2]

آمدم برسرِ مطلب۔ "سعی بسیار کے باوجود مجھے تاہنوز کوئی ایسی دلیل نہ مل سکی جس سے خوارج کا واضع حدیث ہونا ثابت ہو اس کے برعکس علمی دلائل سے اسکی نفی ہوتی ہے۔

ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ خوارج کبائر یا مطلق گناہوں کے مرتکب کو علی اختلاف الروایات کافر قرار دیتے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ دروغ گوئی علی الاطلاق ایک کبیرہ گناہ ہے۔ جب دروغ بافی کرنے والا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو کذب کی آماجگاہ بنائے تو اس کے کفر میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

مشہور نحوی المبرد لکھتے ہیں۔

خوارج کے تمام فرقے جھوٹ اور گناہ کا ارتکاب کرنیوالوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں[3]

جمہور خوارج خالص عربی الاصل تھے۔ ان میں درمیانہ درجہ کے

---

[1] عون المعبود ج ۴ ص ۳۲۹ [2] تذکرۃ الموضوعات از محمد طاہر پٹنی ص ۲۸

[3] الکامل للمبرد ج ۲ ص ۱۹

بھی ایسے لوگ نہ تھے جو شیعہ کی طرح زنادقہ و شعوبیہ سے ساز باز رکھتے اور ان کی دسیسہ کاریوں کو قبول کر لیتے۔

وہ بڑے عابد، شب بیدار، نہایت جارحیت بے باک، حق گو اور شیعہ کی طرح تقیہ سے کام لینے والے نہ تھے۔

ظاہر ہے کہ ان صفات کی خوگر قوم، دروغ گو نہیں ہو سکتی۔ اگر خوارج رسول کریمؐ پر جھوٹ باندھنے کو حلال سمجھتے ہوتے۔ تو خلفاء و امراء پر افتراء پردازی کرنے سے انہیں کیا چیز روک سکتی تھی!

مگر تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے زیاد اور حجاج جیسے سرکش لوگوں کے خلاف بھی کبھی دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ اس کے برعکس وہ خلفاء و حکام کے سامنے ہمیشہ سچ کہتے اور کبھی احقاقِ حق کا ارتکاب نہ کرتے۔

اب سوال یہ ہے کہ پھر انہیں دروغ گوئی کی کیا ضرورت تھی۔ ہم بار دیگر عرض کریں گے کہ خوارج کو وضاع حدیث ثابت کرنے کے لیے کسی ٹھوس دلیل کی ضرورت ہے جو کہیں آج تک نہیں ملی ہاں اس کے برعکس امام ابوداؤد فرماتے ہیں۔

لیس فی اصحاب الاھواء اصح حدیثاً من الخوارج ؎۱

یعنی گمراہ فرقوں میں خوارج سے زیادہ صحیح حدیثیں روایت کرنے

؎۱ الکفایہ ص ۱۳۰

والا کوئی فرقہ نہیں

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

"گمراہ فرقوں میں سے خارجیوں سے زیادہ سچا اور مبنی بر عدل و انصاف کوئی فرقہ نہیں۔ نیز فرماتے ہیں۔

خارجی دانستہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ان کی راست گفتاری ضرب المثل ہے۔

"کہا جاتا ہے کہ خوارج کی روایت کردہ حدیث "اصح الحدیث" ہوتی ہے۔"[1]

۳۔ زنادقہ اور وضع حدیث: وضع احادیث کے اسباب و وجوہ میں سے ایک وجہ نظریہ زندقہ ہے۔

یہ حقیقت محتاجِ بیان نہیں۔ کہ اسلامی حکومتوں نے بہت سی حکومتوں اور قوموں کے تخت و تاج ثروت و امارت اور بلند بانگ دعاوی کو خاک میں ملا دیا تھا۔ ان اقوام کی دولت و ثروت کا سنگِ بنیاد دوسری قوموں کی نکبت اور معاشرتی تفضیل اور ان کو جذبات و خواہشات کے سامنے سرنگوں کر دینے پر نصب کیا گیا تھا۔

یہ حرص و ہوا کی پجاری قومیں دوسروں کو اپنے دام تزویر میں پھنسائیں اور اپنی حکومت و سلطنت کے دائرہ کو آگے بڑھانے اور پھیلانے کے لئے ان کو لڑائی کی آگ میں جھونک دیا کرتی تھیں

[1] منہاج السنۃ ج ۳ ص ۳۱

لوگوں نے بچشم خود دیکھا۔ کہ دین اسلام کے سایہ تلے آکر فرد کو عزت ملتی ہے۔ اس کے مذہب و عقیدہ کو بنظر اکرام دیکھا جاتا ہے۔ عقل کو آزادی نصیب ہوتی ہے۔ ادہام و اباطیل اپنی موت مر جاتے ہیں۔ اور دجل و فریب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق مشرف باسلام ہونے لگے۔ اسلام کی بے پناہ عسکری و سیاسی قوت نے ان اقوام کے امراء و زعماء کے قلب و دماغ میں اس امید کی کوئی کرن باقی نہ رہنے دی۔ کہ ان کی عظمت و شوکت رفتہ پھر بھی کسی وقت سنبھالا لے سکتی ہے۔

جب اسلام سے انتقام لینے کے سب راستے مسدود ہو گئے۔ تو انہوں نے سوچا کہ اب ہمارے لیئے اور کوئی چارۂ کار باقی نہیں کہ اسلام کے عقائد کو بگاڑیں۔ اس کے محاسن کو نقائص و معائب کی صورت میں پیش کریں اور اس کے اتباع و احباب کی صفوں میں انتشار پیدا کریں۔

چنانچہ انہوں نے اس میدان میں اپنی مساعی تیز تر کر دیں۔ کبھی تشیع کے پردہ میں اسلام پر حملہ آور ہوتے اور کبھی زہد و تصوف اور فلسفہ و حکمت کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کرنا چاہی یہ یہ سب جدوجہد اور تمام حربے اس لیئے استعمال کئے جا رہے تھے کہ اسلام کا قصر عالی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے استوار ہوا تھا۔ اس کو منہدم کر دیں۔ مگر ان مساعی باطلہ کے

علی الرغم خدا کے علم میں مقدر ہو چکا تھا کہ یہ قصر رفیع تا ابد تاباں و درخشاں رہے۔ حوادث روزگار اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہوتے رہیں اور اس کو گزند نہ پہنچا سکیں۔ جو بدکردار لوگ اس کی تخریب کے درپے ہیں وہ اپنے کئے پہ نادم ہوں گے۔ اور ان کی سب کاوشیں انہی کے حق میں ضرر رساں ثابت ہوں گی۔

زنادقہ نے حدیث نبی میں بگاڑ پیدا کرنے، عقلاء اور مہذب طبقہ کی نگاہ میں اس کی وقعت کو گرانے اور عوام کے عقائد کو انتہائی پست اور مضحکہ خیز سطح پر لانے کے لیے کافی حد تک وضع حدیث سے کام لیا۔ کیونکہ ان میں ایسے ایسے زندیق بھی تھے جنہوں نے چار چار ہزار احادیث وضع کر کے حضور کی مقدس ذات کی طرف منسوب کی ہیں۔ ان زنادقہ میں سب سے بڑا کذاب اور وضاع عبدالکریم بن ابی العوجا تھا جس کو وضع حدیث کی وجہ سے گرفتار کر کے محمد بن سلیمان بن علی کے پاس لایا گیا۔ اور جب اس کو اپنے متعلق یقین ہو گیا۔ کہ میری گردن اڑا دی جائے گی تو اس نے وضع احادیث کا اقرار کرتے ہوئے کہا۔ واللہ لقد وضعت فیکم اربعۃ آلاف حدیث احرم فیہا الحلال واحل فیہا الحرام

(بخدا میں نے حلال و حرام کے باب میں چار ہزار احادیث وضع کی ہیں) ؎۱

؎۱ مقدمہ موضوعات ابن الجوزی ج ۱ ص ۳۷ و مقدمہ تنزیہ الشریعہ ص ۱۱

واللآلی المصنوعہ ص ۲۴۸ ج ۲

خلیفہ مہدی فرماتے ہیں۔

اقرّ عندی رجل من الزنادقۃ انہ وضع اربعمأتہ حدیث فھی تجول فی ایدی الناس

کہ میرے سامنے ایک زندیق نے چار سو احادیث وضع کرنے کا اقرار کیا جو لوگوں میں گردش کر رہی ہیں [1]

اور حماد بن زید فرماتے ہیں۔ وضعت الزنادقۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشر الف حدیث و بثوھا فی الناس

زنادقہ نے ۱۲ ہزار احادیث اپنی طرف سے حضور کی طرف منسوب کی ہیں۔ اور لوگوں میں ان کو پھیلا یا ہے۔ [2]

اور ایک دوسری روایت کے مطابق بیان فرماتے ہیں [3]

وضعت الزنادقۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ عشر الف حدیث،

"۱۴ ہزار احادیث نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف زنادقہ نے اپنی طرف سے منسوب کی ہیں۔ مذکورہ بالا بیانات سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ زنادقہ کا وضع حدیث میں کس قدر نمایاں حصہ ہے۔ ذیل میں ان کی وضع کردہ احادیث میں سے چند ایک بطور نمونہ

---

[1] مقدمہ ابن الجوزی ص ۳۶، الکفایہ ص ۴۳۱، واللآلی المصنوعہ ص ۲۴۸ ج ۲

[2] مقدمۃ التمہید لابن عبد البر ص ۱۲ والکفایہ ص ۴۳۱ [3] مقدمہ ابن الجوزی ص ۳۸ ج ۱

اللآلی المصنوعہ ج ۲ ص ۲۴۸، تدریب الراوی ص ۱۸۶ وتاریخ الافکار ص ۲۵ ج ۲

ملاحظہ فرمائیں

۱ـ ہمارا رب عرفہ کی شب ایک خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار ہو کر اترتا ہے۔ سواروں سے مصافحہ کرتا ہے اور پیدل چلنے والوں سے معانقہ کرتا ہے۔

۲- اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو اپنے سینہ اور بازوؤں کے بالوں سے پیدا کیا۔

۳- میں نے اپنے رب کو بے حجاب دیکھا۔ اس کے سر پر موتیوں کا ایک تاج تھا۔

۴- اللہ تعالےٰ کو آشوب چشم عارضہ لاحق ہوا اور فرشتوں نے اس کی بیمار پرسی کی

۵ اللہ تعالےٰ نے جب اپنے آپ کو پیدا کرنا چاہا تو گھوڑے کو پیدا کیا اور اُسے دوڑایا جب اُسے پسینہ آگیا تو اس سے اپنے آپ کو پیدا کیا (العیاذ باللہ)

۶- جب اللہ تعالےٰ نے حروف کو پیدا کیا تو "ب" سجدہ ریز ہو گئی اور "ا" کھڑا رہا۔

۷- خوبصورت چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے[۱]

۸- بینگن ہر مرض کی دوا ہے۔ [۱]

---

[۱] تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ج ۱ ص ۱۳۴ قبول الاخبار ص ۱۲۰ المنتد کا نتھا (اردو ترجمہ)

علیٰ ہذا القیاس۔ زنادقہ نے عقائد و اخلاق حلال و حرام اور طب سے متعلق ہزاروں احادیث وضع کر ڈالیں

بعض عباسی خلفاء نے جب اپنے دور خلافت میں زنادقہ سے سیاسی خطرہ محسوس کیا تو ان کو قتل کرنے اور ان کا شیرازہ منتشر کرنے لگے۔ خلیفہ مہدی نے زنادقہ کی تادیب و تعذیب میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ اور اس مقصد کے لئے ایک خاص محکمہ قائم کیا۔ مہدی نے زنادقہ کی کمین گاہوں کا پتہ چلایا اور ان کے علماء، شعراء اور ادباء کو گرفتار کر لیا۔

صاحب السنۃ و مکانتھا فرماتے ہیں کہ زنادقہ میں سے تین بڑے مشہور وضاع تھے

۱۔ عبدالکریم بن ابی العوجاء۔
اس کو محمد بن سلیمان بن علی امیر بصرہ نے قتل کیا

۲۔ بیان بن سمعان مہدی
اس کو خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کیا

۳۔ محمد بن سعید مصلوب
اس کو ابوجعفر منصور نے قتل کیا [1]

۴۔ مختلف قسم کے تعصبات :۔ وضع حدیث کی ایک وجہ

---

[1] مقدمہ ابن الجوزی ج ۱ ص ۱

اقوام و قبائل زبان و وطن اور کسی ایک امام کی جانب رجحان و میلان اور جنبہ داری بھی تھی مثلاً شعوبیہ ریو عربوں کا مخالف تھا، نے یہ حدیث وضع کی۔

انّ کلام الّذین حول العرش بالفارسیۃ وانّ اللہ اذا اوحیٰ امراً فیہ لین اوحاہ بالفارسیۃ واذا اوحیٰ امراً فیہ شدّۃ اوحاہ بالعربیۃ	جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو عربی میں وحی بھیجتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو فارسی میں [1]

عربوں نے اس کے خلاف جوابی کارروائی یوں کی

ابغض الکلام الی اللہ الفارسیۃ وکلام الشیاطین الخوزیہ وکلام اھل النار البخاریہ وکلام اھل الجنۃ العربیۃ	مبغوض ترین اللہ کے ہاں کلام فارسی ہے اور شیاطین کی کلام خوزیہ اور اہل النار کی زبان بخاریہ ہے۔ جنت والوں کی زبان عربی ہے [2]

اسی طرح امام ابو حنیفہ کے حامیوں نے ان کی مدح وستائش اور امام شافعی کی مخالفت میں مندرجہ ذیل موضوع حدیثیں روایت کیں

یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضرّ علی امتی من	میری امت میں ایک شخص ابو حنیفہ نامی پیدا ہوگا جو میری امت کا

---

[1] تنزیہ الشریعہ ص ۱۳۶ ج ۱ [2] ایضاً ص ۱۳۷ ج ۱

ابلیس ویکون فی امتی رجل	چراغ ہوگا نیز میری امت میں
یقال لہ ابوحنیفۃ ھو سراج امتی۔ا	ایک شخص پیدا ہوگا جسے محمد بن

ادریس کہا جائے گا وہ میری امت کے حق میں ابلیس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

اسی طرح بعض لوگوں نے دیار و بلاد اقوام و قبائل اور ازمنہ و امکنہ کی فضیلت کے بارے میں حدیثیں وضع کیں۔ ایک حدیث بلاد کے فضائل کے بارے ملاحظہ فرمایئے

اربع مدائن من مدن الجنۃ	جنت کے شہروں میں سے دنیا میں
فی الدنیا مکۃ والمدینۃ و	چار شہر ہیں۔ مکہ و مدینہ۔
بیت المقدس و دمشق	بیت المقدس اور دمشق ۲

اللہ تعالیٰ علماء پر ہزار ہا برکات نازل فرمائے جنہوں نے اس قسم کی موضوعات کو بیان کر کے ان سے پردہ اٹھایا۔ اور احادیث صحیحہ و سقیمہ کو ممیز و ممتاز کر دیا

۵ قصص و وعظ:

وعظ گوئی کی مسند پر پیشہ ور افسانہ گو قسم کے لوگوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ جن میں نام کو بھی خوفِ خدا موجود نہ تھا۔ ان کا مطمحِ نظر اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجلسِ وعظ میں لوگوں کو رلایا اور ہنسایا جائے

ا تنزیہ الشریعہ ص ۳۰، ج ۲ ۔ ۲ ایضاً ص ۱۴۹ ج ۲

لوگ جھومنے لگیں اور واہ واہ کے نعرے گونج جائیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے وہ جھوٹے قصے گھڑتے اور ان کو نبی کریم صلعم کی جانب منسوب کر دیتے

مشہور محدث ابن قتیبہ نے جہاں حدیث نبوی میں فساد پیدا ہونے کے وجوہ و اسباب بیان کئے ہیں۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ وضع حدیث کا دوسرا سبب افسانہ گو قسم کے لوگ تھے جو عوام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتے۔ اس مقصد کی تکمیل میں جو جھوٹی اور منکر حدیثیں ان کو یاد ہوتیں۔ لوگوں میں ان کو خوب پھیلاتے۔ عوام الناس کی یہ عادت رہی ہے کہ جب تک ان کو عجیب و غریب خارج از عقل اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے والی حدیثیں سنائی جاتی رہیں۔ وہ جم کر بیٹھے رہتے ہیں جب جنت کا ذکر کرتے تو یوں کہتے

اہل جنت کو رہنے کے لیے سفید موتی کا ایک محل ملے گا جس میں ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ ہر کمرہ میں ستر گنبد ہوں گے۔ جنتی شخص ان تمام کمروں پر ہمیشہ قابض رہے گا اور کبھی ان سے نکالا نہ جائے گا ؎۱

اس قسم کی ایک حدیث یہ بھی ہے۔

؎۱ تاویل مختلف الحدیث ص ۳۵۰

جو شخص "لا الہ الا اللہ" کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لفظ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی چونچ سونے کی اور پَر مرجان کے ہوتے ہیں

یہ عجیب بات ہے کہ یہ واعظ اور افسانہ گو قسم کے لوگ دروغ گوئی میں نہایت بے باک ہوا کرتے اور شرم وحیا سے انہیں کوئی علاقہ نہ تھا۔

ایک دفعہ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے جامع رصافہ میں نماز ادا کی ایک واعظ ان کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا "مجھے احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے حدیث سنائی ان دونوں نے عبدالرزاق سے اس نے قتادہ سے اور اس نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ؐ نے فرمایا" پھر اس نے سابق الذکر حدیث اس طوالت سے بیان کی کہ بیس صفحات اس سے پُر ہو سکتے ہیں۔

یہ سنکر امام احمد اور یحییٰ بن معینؒ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے اور پوچھنے لگے کہ کیا آپ نے یہ حدیث بیان کی ہے؟ دونوں نے کہا کہ یہ حدیث تو میں نے ابھی سنی ہے جب واعظ فارغ ہوا تو یحییٰ بن معین نے اشارہ کیا۔ واعظ سمجھا کہ ہدیہ پیش کرنا چاہتے ہیں فوراً حاضر ہوا۔ یحییٰ نے کہا "یہ حدیث آپ کو کس نے سنائی؟ واعظ نے کہا احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معین نے۔ یحییٰ نے کہا میرا نام یحییٰ ہے اور یہ احمد بن حنبل ہیں۔ ہم نے یہ حدیث آج تک نہیں سنی۔ اگر تم نے جھوٹ ہی باندھنا تھا تو کسی اور پر باندھتے۔

واعظ نے کہا۔ میں آج تک سنتا رہا کہ یحییٰ بن معین احمق ہے۔ اب دیکھنے کا اتفاق ہوا یحییٰ نے کہا یہ کیسے معلوم ہوا؟ واعظ نے کہا کیا تمہارے سوا دنیا میں دوسرا کوئی احمد اور یحییٰ نہیں ہے؟ میں نے سترہ ایسے آدمیوں سے روایت کی ہے جن کا نام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین تھا۔[1]

---

[1] الباعث الحثیث ص ۹۳-۹۴۔ الجامع الاخلاق للراوی وآداب السامع ص ۱۴۹ و تمیز المرفوع من الموضوع ص ۱۲ و توضیح الافکار ص ۷۶ و ۷۷ ج ۲

یہ امر بعید افسوسناک ہے کہ یہ واعظ اور قصہ گو جہالت اور بے باکانہ دروغ گوئی کے باوصف عوام کے یہاں نہایت مقبول تھے۔ علماء کو ان کی مخالفت کے نتیجے میں لاتعداد صعوبتیں اور مشکلات برداشت کرنا پڑیں

امام سیوطیؒ اپنی کتاب "تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص" میں رقمطراز ہیں "بغداد میں ایک واعظ آیت (عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہنے لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ساتھ عرش پر بیٹھیں گے۔

مشہور مفسر ابن جریر طبری نے جب یہ بات سنی تو بہت ناراض ہوئے اور اپنے مکان کے دروازہ پر یہ الفاظ لکھ دیئے۔ کہ

سُبحَانَ من لیس لہٗ انیسٌ ولا لہٗ علیٰ عرشہٖ جلیسٌ۔   خدا کی ذات پاک ہے جس کا کوئی ہم مجلس نہیں اور نہ ہی عرش پر اس کا کوئی ہمنشین ہے

عوام نے آپ کے گھر پر دھاوا بول دیا اور اتنے پتھر برسائے کہ گھر کا دروازہ پتھروں کے ڈھیر سے بند ہو گیا۔ [1]

۶- فقہی وکلامی اختلافات: بعض جاہل اور فاسق علم برداروں نے اپنے فقہی وکلامی مذاہب کے مذاہب کی تائید میں جھوٹی حدیثیں وضع کرنا شروع کیں اس ضمن میں چند احادیث ملاحظ فرمائیں۔

۱- من رفع یدیہ فی الرکوع فلا   جو نماز میں رفع یدین کرے تو اس

[1] تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص

فلا صلوٰۃ لہٗ [۱]	کی نماز نہیں ہوتی۔
۲۔ کل ما فی السموات والارض وما بینھما فھو مخلوق غیر اللہ والقرآن	زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ وہ خدا کی مخلوق ہے۔
۳۔ وسیجی اقوام من امتی یقولون القرآن مخلوق فمن قالہٗ منھم فقد کفر باللہ العظیم وطلقت امرأتہ من ساعتہ [۲]	میری امت میں ایسی قومیں بھی پیدا ہوں گی جو قرآن کو مخلوق کہیں گی۔ جس نے یہ بات کہی اس نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی مطلقہ ہو گئی۔

۴۔ تین دفعہ کلا کرنا اور ناک میں پانی پڑھانا اس شخص پر فرض ہے جو جنابت سے ہو۔ [۳]

۵۔ جبرائیل نے کعبہ کے نزدیک مجھے نماز پڑھائی تو اونچی آواز سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھی [۴]

۶۔ محرز ابو رجاء جو پہلے قدریہ کا عقیدہ رکھتا تھا۔ توبہ کرنے کے بعد کہنے لگا۔

لا ترووا عن احدٍ من اھل القدر اہل قدر سے کوئی ایک روایت

---

[۱] تہذیب الآثار ج ۱ ص ۱۸۱ و اباحث الحدیث ص ۹۵
[۲] تنزیہ الشریعہ ص ۱۳۲ ج ۱ و ۲۳ کتب السنۃ ومکانتھا (اردو ترجمہ) ص ۱۴۲

شیطانؒ۔ بیان نہ کرو

اور کہنے لگا۔ اللہ کی قسم ہم وضع حدیث کے ساتھ لوگوں کو اپنے مذہب قدریہ میں داخل کرتے تھے۔ اور چار ہزار افراد کو میں نے اپنے مسلک قدریہ میں داخل کیا ہے [1]

۷۔ جہالت کے باوجود نیکی کی رغبت:

بہت سے عابد و زاہد اور صلحاء اجر و ثواب کی امید میں ترغیب و ترہیب سے متعلق احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ وہ اس کو موجب تقرب ربانی اور ایک عظیم دینی خدمت تصور کرتے تھے۔ جب علماء ان کے اس رویہ پر تنقید کرتے اور ان کو حضور کی یہ حدیث سناتے

مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

(یعنی جس نے مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔)

تو تاویل کا دروازہ کھول دیتے اور کہتے ہم آپ پر جھوٹ نہیں باندھتے بلکہ آپ کے لیے جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی اور تاویلات کا بھی سہارا لیتے جن کو ہم پہلے تفصیل سے ذکر کر آئے ہیں۔

---

[1] الجرح والتعدیل ص۳۲ ج۱

یہ سب جہالت۔ خواہش پرستی اور غفلت کی کرشمہ سازی تھی اس سلسلہ میں حدیثیں انہوں نے وضع کیں۔ اس کی مثال وہ احادیث ہیں جو انہوں نے قرآن کریم کی ہر سورت کے فضائل میں وضع کر رکھی تھیں

چنانچہ مشہور وضاع نوح بن ابی مریم سے جب کہا گیا

مِنْ اَیْنَ لَکَ عن عکرمۃ عن	بواسطہ عکرمہ ابن عباس سے
ابن عباسٍ فی فضائلِ القرآنِ	قرآن کی ہر سورت کے فضائل
سورۃ سورۃ ولیس عند	کہاں سے بیان کرتے ہیں
اصحاب عکرمۃ ھذا	جب کہ اصحاب عکرمہ میں سے کوئی
	دوسرا ان فضائل کو بیان نہیں کرتا

تو اس نے اعتراف کرتے ہوئے اس کی وجہ بیان کی۔

کہ چونکہ لوگوں نے امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں منہمک ہو کر قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے قرآن کا شوق و ذوق پیدا کرنے کے لیے میں نے سورتوں کے فضائل میں حدیثیں وضع کیں اس قسم کے وضاعین میں سے خلیل کا غلام بھی تھا۔

یہ بڑا زاہد و عابد اور تارک الدنیا تھا، لوگ اسے قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جب اس نے وفات پائی تو بغداد کے لوگوں نے اس کے سوگ میں دوکانیں بند کر دیں۔ اس کے باوصف اس نے اذکار و اوراد کے فضائل میں بکثرت احادیث وضع کی تھیں جب اس کی

وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا

وضعناها لنرقق بها قلوب العامة

کہ ہم نے عوام کے دلوں میں رقت پیدا کرنے کے لئے یہ حدیثیں وضع کی ہیں [۱]

کتنا افسوسناک پہلو ہے کہ عوام کو ان کے تقوے، ورع، زہد اور خشیتِ الٰہی کے پیشِ نظر ان پر پورا اعتماد تھا۔ کہ یہ لوگ کذب بیانی اور دروغ گوئی سے کام نہیں لے سکتے۔ لیکن ہوا کیا۔" کہ انہوں نے وضع احادیث سے کام لے کر ایسے شنیع اور قبیح فعل کا ارتکاب کیا جس سے دین و اسلام کو کافی حد تک نقصان پہنچا۔ اور حقیقتاً ایسا گروہ دین کے معاملہ میں بڑا خطرناک ہے کیونکہ ایک ادنیٰ سا مسلمان بھی ان کے بارے یہ وہم وگمان تک نہ کرتا کہ یہ وضع حدیث اور دروغ گوئی سے کام لیں گے۔ لیکن انہوں نے اس کے برعکس لوگوں کو دھوکے اور فریب میں مبتلا کرنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر علمائے امت نے ان کو معاف نہیں کیا۔ اور ان کے تمام اکاذیب کو بر سرِ بام رکھ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ محمد بن سعید قطان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

لم نر الصالحين فى شيء اكذب منهم فى الحديث [۲]

[۱] میزان الاعتدال ص ۶۶-۶۷ ج ۱ و تدریب الراوی ص ۱۸۵ واللآلی المصنوعہ ص ۲۴۸ ج ۲

[۲] صحیح مسلم شرح نووی ص ۹۳ ج ۱ ونحوہ فی مقدمۃ التمہید لابن عبدالبر ص ۴۲ والجامع الاخلاق الراوی وآداب السامع ص ۱۵۹

دکہ صالحین سے بڑھ کر حدیث کے معاملہ میں ہم نے کوئی کذاب نہیں دیکھا۔)

اور ابو عاصم نبیل فرماتے ہیں:۔

ما رأیت الصالح یکذب فی شیء اکثر من الحدیث [1]

اور ایک روایت میں یحیی بن سعید فرماتے تھا:۔

ما رأیت الکذب فی احد اکثر منہ فیمن ینسب الی الخیر والزھد [2]

(جو لوگ صوفیانہ قسم کے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی کاذب نہیں دیکھا۔

بہر حال ان لوگوں کا بھی وضع حدیث میں کافی حصہ ہے اور یہ لوگ وضع حدیث کے اسباب و وجوہ میں سے ایک بہت بڑا سبب تھا۔)

۸ - سلاطین و امراء کی خوشنودی:۔ اس ضمن میں یہ مشہور واقعہ ہے کہ خلیفہ مہدی العباسی

کبوتر بازی کا دلدادہ تھا۔ ایک دفعہ وہ اس کھیل میں مشغول تھا کہ غیاث بن ابراہیم داخل ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے مشہور و معروف حدیث

لا سبق الا فی نصل او خف او حافر۔ مقابلہ صرف تیر چلانے یا گھوڑا دوڑانے میں جائز ہے

---

[1] المحدث الفاصل ص ۸۳ [2] اللآلی المصنوعۃ ص ۲۴۸ ج ۲

میں اَوْجناح کا (یا پرندوں کا مقابلہ) لفظ بڑھایا۔ خلیفہ مہدی نے غیاث کو دس ہزار انعام دیا۔ جب وہ چلا گیا تو خلیفہ نے کہا

اشہد علی قفاک انہٗ قفا کذاب علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۱

میں شہادت دیتا ہوں کہ تیری گدی ایک مفتری علی الرسول کی گدی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

مندرجہ بالا اسباب وجوہ کے علاوہ وضع حدیث کے کچھ اور اسباب و محرکات بھی تھے جن کو علماء نے مع اختلاف بیان فرما کر بڑی طوالت و تفصیل سے کام لیا ہے۔ ذیل میں ہم چند اسباب عرض کرتے ہیں۔

۱۔ لوگوں کے سامنے متن و سند کے اعتبار سے نادر اور انوکھی حدیث پیش کرنے کے لئے حدیثیں وضع کی جاتی تھیں

۲۔ کسی فتوے کی تائید کے لئے حدیث وضع کر لیا کرتے تھے

۳۔ کسی خاص گروہ سے انتقام لینے کے لئے حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔

۴۔ کسی خاص قسم کے کھانے، خوشبو یا لباس کو ترجیح دینے کے لئے حدیثیں وضع کی جاتی تھیں ۲

---

۱ المدخل ص ۲۰-۲۱ ۔ الباعث الحثیث ص ۹۴ ۔ تدریب الراوی ص ۱۸۷ توضیح الافکار ص ۷۶ ج ۲ ۲ السنۃ ومکانتھا (اردو ترجمہ ص ۱۴۴)

مشہور وضّاعین کے اصناف واقسام :- مندرجہ بالا اسباب وضع کے پیشِ نظر

اب ہم مشہور واضعین کے اصناف واقسام بیان کرتے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ زنادقہ

۲۔ ارباب بدعت

۳۔ فرقہ شعوبیہ

۴۔ کسی قوم و وطن یا امام کے حامی

۵۔ کسی فقہی مسلک کے جاہل مویدین

۶۔ کسی گروہ کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کے لئے

۷۔ پیشہ ور واعظ

۸۔ تغافل شعار اور جاہل عبّاد و زھّاد

۹۔ امراء و خلفاء کی چاپلوسی کرنے والے۔

۱۰۔ علو اسناد و غریب الحدیث پہ فخر کرنے والے محدّثنما قسم کے لوگ۔

خلفاءُ امراء کی وضاعین سے مداہنت ، وضع حدیث کے اسباب و وجوہ ذکر کرنے کے

بعد ایک بات عرض کرنا از بس ناگزیر ہے جو ہمیشہ ذہن میں چبھکر کانٹی رہتی ہے۔ وہ یہ ہے۔

کہ وضع حدیث کی صورت میں امت جس عظیم فتنہ سے دوچار ہوئی اس کی بڑی وجہ خلفاء و امراء کا نرم سلوک ہے جو ہمیشہ حدیثیں وضع کرنے والوں سے وہ روا رکھتے ہیں اور اگر وہ ایسے حالات میں حکم خداوندی کے مطابق ان لوگوں کو سزا دیتے تو فتنہ کی یہ آگ بھڑکنے نہ پاتی۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ خلیفہ مہدی نے یہ جاننے کے باوجود کہ غیاث نے اسکو خوش کرنے کے لئے یہ حدیث گھڑی ہے۔ اس کو دس ہزار درہم بطور انعام بھی دے دیتے اور پھر کبوتر کو ذبح کرنے والی بات بھی بڑی عجیب ہے۔ مہدی کو چاہیئے تھا کہ اس کاذب و فاجر کو حدیث وضع کرنے کی سزا دیتا اور کبوتر کو ذبح نہ کرتا یہ امر عاری از حکمت ہے کہ اس نے ایک واجب القتل شخص کو بلا سزا دیئے چھوڑ دیا۔ اور بلا وجہ کبوتر کو ذبح کر دیا۔

اسی طرح خلیفہ مہدی نے ایک اور وضاعِ حدیث سے بھی سہل انگاری برتی تھی۔ مشہور وضاع مقاتل بن سلیمان بلخی نے مہدی سے کہا۔ اگر آپ چاہیں تو میں بنی عباس کی فضیلت میں حدیثیں وضع کروں۔ مہدی نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں صرف یہ کہا اور اسکو مطلقاً سزا نہ دی۔ ہارون رشید کے بارے میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ ابوالبختری کذاب نے جو اس کا قاضی

تھا ہارون کو مندرجہ ذیل جھوٹی حدیث سنائی کہ:-

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبوتر اڑایا کرتے تھے۔"

تو ہارون نے اسے صرف یہ کہا۔ کہ

اگر تو قریش کے قبیلہ سے نہ ہوتا تو میں تجھے معزول کر دیتا اگر یہ واقعات درست ہیں تو اللہ تعالیٰ ان خلفاء سے ان کا محاسبہ ضرور کرے گا۔ خلفاء نے دین و اسلام کو بگاڑنے کے سلسلہ میں زنادقہ کو جو سزائیں دی تھیں اگرچہ ہم اس کے مداح ہیں تاہم یہ حقیقت ہے کہ زنادقہ کے خلاف جو چیز ان کو ابھار اور برانگیختہ کر رہی تھی، وہ یہ تھی کہ خلفاء کے باغی تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ جو وضاعین و کذابین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھ کر خلفا کا تقرب حاصل کرتے تھے۔ ان کے خلاف انہوں نے اس کا عشر عشیر بھی نہیں کیا۔ جو وہ باغیوں کے خلاف کرتے تھے

واعظ اور افسانہ گو قسم کے لوگ امراء و سلاطین کی موجودگی میں جو جی میں آتا جھوٹی حدیثیں بیان کرتے جیسے سانڈ ہر طرف دندناتے اور من مانی کاروائیاں کرتے پھرتے کوئی انہیں روکنے والا نہ تھا اگر خداوند رحیم و کریم نے اپنے دین کی خدمت کے لئے ہر عصر و عہد میں ایسے ثقہ علماء و حفاظ پیدا نہ کئے ہوتے جو فقہا کی شریعت سے محرفین کی تحریفات کو دور کرتے اور سنت رسولؐ کو ہر قسم کے اختلاط و آمیزش سے بچاتے تو یہ مصیبت کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی حتیٰ کہ آثار و معالم مٹ جاتے اور اس تک رسائی حاصل کرنا ہمارے لئے دشوار ہو جاتی اگر یہ علماء سلف حدیث رسولؐ کو کذب و وضع سے تا قیام قیامت بچانے کیلئے سر دھڑ کی بازی نہ لگاتے تو خالص حق تک پہنچنا ہمارے لئے کسی طرح ممکن نہ ہوتا۔

اسمائے وضاعین اور کذابین کی فہرست

حرف الھمزۃ

۱۔ ابان بن ابی عیاش ۔ متروک، اتہم بالکذب

۲۔ ابان بن جعفر البحیری من محمد بن اسماعیل الصائغ ۔ قال ابن حبان کذاب وضع علی ابی حنیفۃ اکثر من ثلاث مائۃ حدیث

۳۔ ابان بن نہشل ۔ قال ابن حبان یروی عن الثقات ما لیس من حدیث وقال الحاکم یروی عن الاعمش و اسماعیل بن ابی خالد احادیث موضوعۃ

۴۔ ابراہیم بن احمد الحرانی الضریر قال ابو عروبۃ کان یضع الحدیث

۵۔ ابراہیم بن احمد العجلی ۔ قال ابن الجوزی کان یضع الحدیث

۶۔ ابراہیم بن الحکم بن ظہیر الکوفی شیعی جلد قال ابو حاتم کذاب

۷۔ ابراہیم بن حیان قال ابن عدی احادیثہ موضوعۃ

۸۔ ابراہیم بن زید الاسلمی قال ابو نعیم الاصبہانی حدث من مالک وابن لہیعۃ بالموضوعات

۹ ابراہیم بن شکر العثمانی مصری متاخر ۔ کذبہ الکتانی

۱۰ ابراہیم بن ابی صالح کذبہ اسحاق ابن راہویہ

۱۱۔ ابراہیم بن صرمۃ الانصاری ۔ قال ابن معین کذاب خبیث

١٢۔ ابراہیم بن عبداللہ بن ہمام الصنعانی	قال الدارقطنی کذّابؐ
١٣۔ ابراہیم بن عبداللہ بن السفر قع	قال ابوالفتح بن ابی الفوارس کذّابؐ وضّاعؐ
١٤۔ ابراہیم بن عبدالواحد البکری	اِنَّ الذھبی اتّھمَہٗ بوضع حکایة القاضی مع احمد بن حنبل و یحیٰی ابن معین
١٥۔ ابراہیم بن عمر بن بکر السکسکی	قال ابن حبان روی عن ابیہ موضوعات
١٦۔ ابراہیم بن فضل الاصبہانی الحافظ ابونصر البنّار	قال ابن طاھر کذاب وقال ابن السمعانی سمعتُ انہ کان یصنع فی الحال
١٧۔ ابراہیم بن فہد بن حکیم البصری	قال ابوالشیخ قال البروعی ما رأیت اکذب منہ،
١٨۔ ابراہیم بن ابی اللیث عن عبداللہ الاشجعی	قال ابراھیم بن الجنید عن ابن معین کذاب خبیث وقال صالح جزرۃ کان یکذب عشرین سنۃ واشکل امرہٗ علی احمد وعلیؓ حتی ظھر بَعْدُ
١٩۔ ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ	ذکر ابن الجوزی فی مقدمۃ الموضوعات انہٗ کان یصنع الحدیث جواباً

	لسانہ ونقل عن النسائی انہ قال وضاع
۲۰- ابراہیم بن محمد العکاشی	قال احمد بن صالح والفریابی کان کذابا
۲۱- ابراہیم بن محمد ابو حازم حضرمی	قال یعقوب بن سفیان کان یطین بکذبہ
۲۲- ابراہیم بن منقوش الزبیدی	قال الاسدی کان یضع الحدیث
۲۳ ابراہیم بن نافع الجلاب البصری	قال ابو حاتم کان یکذب
۲۴- ابراہیم بن نافع الناجی عن ابن المبارک	قال ابو حاتم کان یکذب قال فی اللسان واظنہ الذی قبلہ
۲۵- ابراہیم بن ہدبہ ابو ہدبۃ الفارسی ثم البصری	قال ابو حاتم وغیرہ کذاب
۲۶- ابراہیم بن ہراسہ ابو اسحاق شیبانی کوفی	قال احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی کذاب وقال ابو عبید یطلق علیہ الکذب
۲۷- ابراہیم بن ہشام بن یحیی الغسانی	قال ابو حاتم وابو زرعۃ کذاب
۲۸ ابراہیم بن الہیثم البلدی	قال ابن عدی کذبہ الناس فی حدیث الغار
۲۹ ابراہیم الخوات	متہم بالوضع وقال الساجی کذاب
۳۰ ابرد بن اشرس	قال ابن خزیمۃ کذاب وضاع
۳۱- احمد بن ابراہیم المزنی عن محمد بن کثیر	قال ابن حبان کان یضع الحدیث
۳۲ احمد بن الاحجم	قال ابن الجوزی قالوا کان کذابا
۳۳ احمد بن بکر	قال الازدی کان یضع الحدیث
۳۴ احمد بن ثابت بن عتاب الرازی	قال ابن ابی حاتم لا یشکون انہ کذاب

۳۵۔ احمد بن جعفر بن عبداللہ شیخ لابی نعیم — قال ابن طاہر مشہور بالوضع

۳۶ احمد بن جعفر بن الفضل بن عبداللہ بن یونس بن عبید — روی عنہ الحسن بن علی بن عمرو الحافظ وقال مشہور بالوضع

۳۷ احمد بن جمہور الغسانی — شیخ متہم بالکذب

۳۸ احمد بن حامد ابو سلمہ السمرقندی — قال ابن طاہر کذاب

۳۹ احمد بن الحسن بن ابان المصری — کذبہ الدارقطنی وقال ابن حبان یضع الحدیث عن الثقات

۴۰ احمد بن حسن ابو جنش عن یحیی ابن معین — اتہمہ الخطیب بوضع حدیث

۴۱ احمد بن الحسن بن القاسم بن سمرہ الکوفی عن وکیع — قال ابن حبان کذاب

۴۲ احمد بن الحسن المکی من اھل جرجان عن الربیع بن سلیمان — رمی بالکذب

۴۳ احمد بن الحسن بن سھل ابو الفتح الحمصی — قیل متہم بالوضع قالہ الضیاء المقدسی

۴۴ احمد بن الحسین ابو الحسین بن السماک الواعظ کذبہ ابن ابی الفوارس وغیرہ

۴۵ احمد بن الحسین الشافعی الصوفی — متہم روی عن ابن المقری حدیثا کذبا

۴۶ احمد بن الحسین القاضی ابو العباس النہاوندی — ھو المتہم بوضع حکایۃ القاضی مع اللص وکان فی عصر الدارقطنی

۴۷ احمد بن حفص السعدی شیخ ابن عدی — اتہمہ الذہبی فی ترجمۃ سعید ابن عفیر من المیزان بالوضع

۴۸ احمد بن المنبل النوفلی القومسی — قال ابوحاتم کذابؒ

۴۹۔ احمد بن داؤد بن عبدالغفار ابوصالح الحرانی ثم المصری عن ابی مصعب — قال الدارقطنی کذابؒ وقال ابن حبان کان یضع الحدیث

۵۰ احمد بن دھثم الاسدی عن مالک — اتہمہ الذھبی

۵۱ احمد بن راشد الھلالی — رماہ الذھبی بالاختلاق والوضع

۵۲ احمد بن ابی روح البغدادی — اتہمہ الذھبی فی المیزان بالوضع

۵۳ احمد بن سالم ابوتوبہ العسقلانی عن عیسٰی الجعفی — اتی بخبر موضوع

۵۴ احمد بن سعید بن فرقد الجدی — قال الذھبی روی عن ابی حمۃ بسند الصحیحین حدیث الطیر فھو المتہم بہ

۵۵ احمد بن سعید بن خشینۃ الحمصی عن عبیداللہ بن القاسم — بخبرٍ موضوع

۵۶ احمد بن سلمۃ المدائنی عن منصور بن عمار — متہم بالکذب

۵۷ احمد بن سلیمان الحرانی عن مالک — قال الدارقطنی کذاب یحدث عن مالکؒ بالاباطیل۔

۵۸۔ احمد بن ابی سلیمان القواریری عن حماد ابن سلمۃ — کذابؒ

۵۹ احمد بن طاہر بن حرملۃ بن یحیٰ المصری — قال الدارقطنی وغیرہ کذابؒ۔

۶۰۔ احمد بن عبداللہ بن حبیب الضریر — لہ عن محمد بن عبدالملک الدقیقی خبر موضوع اتہمہ بہ الخطیب

۶۱	احمد بن عبداللہ بن حکیم الفریابی المرغزی عن ابن المبارک وغیرہ	قال ابو نعیم کان وضاعاً
۶۲	احمد بن عبداللہ الجویباری ویقال الجوبادی	دجال وضع حدیثاً کثیراً
۶۳	احمد بن عبداللہ بن مسمار عن ابی الربیع الزہرانی	بخبر باطل فی فضل معاویۃ وآخر عن الربیع بن سلیمان کذب فہو الآفۃ قالہ الذہبی
۶۴	احمد بن عبداللہ بن داؤد عن خالد بن عبداللہ	قال الدارقطنی کذاب
۶۵	احمد بن عبداللہ بن یزید بن القاسم ابو بکر	اتہمہ الذہبی بوضع حدیث
۶۶	احمد بن عبداللہ الشاشی عن منصور	قال الازدی کذاب
۶۷	احمد بن عبداللہ بن یزید الہیثمی المودب عن عبدالرزاق	قال ابن عدی کان یضع الحدیث
۶۸	احمد بن عبدالجبار العطاردی	قال مطین کان یکذب وقال الخلیلی لیس فی حدیثہ مناکیر لکنہ روی عن القدماء فاتہموہ لذالک
۶۹	احمد بن عبدالرحمن بن الجارود الرقی شیخ ابی نعیم	کذبہ الخطیب
۷۰	احمد بن عبدالرحمن السقطی عن یزید بن ہارون	مجہول اتی بخبر موضوع
۷۱	احمد بن عبدالرحمان الجرجانی الہاشمی	قال الادریسی کان یکذب

۷۲ احمد بن عبد الرحیم الجرجانی عن جریر ابن عبد الحمید وعنہ ابن عدیّ — حدیثہ موضوع

۷۳ احمد بن عبد العزیز ابو حاتم الوراق — قال ابن طاہر وضع حدیثاً

۷۴ احمد بن عبد العزیز الواسطی — لہ حدیث موضوع ذکرہ الذہبی فی المیزان فی اثناء ترجمۃ

۷۵ احمد بن عصمۃ النیسابوری ابو الفضل قاضی نیسابور — عن اسحاق ابن راہویہ متہم قال الذہبی روی خبراً موضوعاً آفتہ

۷۶ احمد بن علی بن محمد بن صدقۃ الرقی عن ابیہ عن علی ابن موسی الرضا — لہ نسخۃ موضوعۃ

۷۷ احمد بن علی بن حسنویہ المقری النیسابوری ابو حامد شیخ الحاکم — قال ابو زرعۃ محمد بن یوسف الجرجانی الکشی کذاب وقال ابن الجوزی وقد ذکر لہ حدیثاً یروی [illegible]

۷۸۔ احمد بن علی بن سلیمان ابو بکر المروزی عن علی ابن حجر — قال الدارقطنی یضع الحدیث

۷۹ احمد بن علی بن مسلمۃ الخیوطی عن ابن مبشر الواسطی — بخبر موضوع

۸۰۔ احمد بن علی النصیبی قاضی دمشق فی المائۃ الخامسۃ — کان یُرمیٰ بالکذب

۸۱ احمد بن علی العصیبی شیخ کان بعد الثلثمائۃ وضع حدیثاً رکیکاً فافتضح بہ

۸۲ احمد بن علی ابو نصر الہاری المقری متہم بالکذب

۸۳ احمد بن علی بن یحیی الاسدی ابادی معاصر للخطیب } کذبہ ابن خیرون

۸۴ احمد بن علی الطرابلسی شیخ الاھوازی لہٗ خبر موضوع فی الصفات

۸۵ احمد بن علی بن زکریا ابو بکر الطریثیثی شیخ السلفی } کذبہ ابن ناصر

۸۶ احمد بن علی بغدادی عن عثمان ابن ابی شیبۃ اتہم بوضع الحدیث

۸۷۔ احمد بن علی بن صبیح قال السلفی کان یکذب کثیرًا

۸۸ احمد بن ابی عمران موسیٰ الجرجانی قال ابو سعید النقاش والحاکم کان یضع الحدیث

۸۹۔ احمد بن عیسیٰ بن علی بن ماہان عن زنیج الرازی ۔ مخبر کذّاب

۹۰ احمد بن عیسیٰ الخشاب قال ابن طاہر و مسلمۃ ابن قاسم کذّابٌ یضعُ الحدیث

۹۱ احمد بن عیسیٰ بن عبید اللہ الہاشمی العلوی عن ابن ابی فدیک وغیرہ } قال الدارقطنی کذابٌ

۹۲ احمد بن الفرج ابو عتبۃ الحمصی المعروف بالحجازی } کذبہ محمد ابن عوف الطائی

۹۳۔ احمد بن الزراع الواسطی متہم

۹۴ احمد بن کنانہ الشامی شیخ الطرائفی — اتہمہ الذہبی وابن حجر بالوضع

۹۵ احمد بن محمد بن جوری العکبری — عن خیثمۃ بحدیث موضوع

۹۶ احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین بن سعد ابو جعفر مصری — قال ابن عدیٍ کذبوہ

۹۷ احمد بن محمد بن حرب الملحمی الجرجانی عن علی ابن ابی الجعد وطبقتہ — کذّابٌ وضّاعٌ

۹۸۔ احمد بن محمد بن حسین المستقلی — ذکروا انہ وضع حدیثاً علی یحیی ابن معین

۹۹ احمد بن محمد بن الحسن بن القسم مقری — قال ابو القاسم الازہری کذّابٌ

۱۰۰۔ احمد بن محمد السری بن یحیی بن ابی دارم ابو بکر الکوفی — رافضیٌ۔ کذّابٌ۔

۱۰۱ احمد بن محمد بن شعیب السجزی ابو سہل عن محمد بن معمر البحرانی — بخبرٍ کذبٍ

۱۰۲ احمد بن محمد بن الصلت بن المغلس الحمانی — وضّاع

۱۰۳ احمد بن محمد بن صالح التمار — قال حدثنا ابن واردۃ فذکر خبراً موضوعاً ھُوَ آفتہٗ

۱۰۴ احمد بن محمد بن علی بن الحسن بن شقیق المروزی — قال ابن عدیٍ یضع الحدیث

۱۰۵ احمد بن محمد بن عمر بن یونس الیمامی — قال ابو حاتمٍ وابن صاعدٍ کذّابٌ

۱۰۶ احمد بن محمد بن عمران ابو الحسن ابن الجندی — اتہمہ ابن الجوزی بالوضع

۱۰۷۔ احمد بن محمد بن عمرو بن مصعب بن بشر بن فضالۃ المروزی المصعبی الفقیہ — کذّابٌ وضع شیئاً کثیرًا

۱۰۸۔ احمد بن محمد بن غالب الباھلی — غلام خلیل معروف بالوضع

۱۰۹ احمد بن محمد انصاری — روی عن الفضل بن زیاد حدیثاً موضوعاً

۱۱۰ احمد بن محمد بن عمراس بن الہیثم الفراس البصری الخطیب ابن اخت سلیمان بن حرب — اتھمہ الذھبی فی المیزان فی ترجمۃ بشر بن عبدالوھاب بالوضع

۱۱۱ احمد بن محمد بن الفضل بن القیسی الایلی عن النضر بن علی الجھنی وغیرہ — دجال

۱۱۲ احمد بن محمد بن نافع — قال ابن الجوزی اتھموہ یعنی بوضع الحدیث

۱۱۳۔ احمد بن محمد بن ہارون ابو جعفر الرقی — قال ابن یونس کذاب

۱۱۴۔ احمد بن محمد بن یاسین الاسحاق الھروی — کذبہ الدارقطنی وقال ھو شر من ابی جعفر المروزی

۱۱۵۔ احمد بن علی ابو نصر العیاری — متھم بالکذب

۱۱۶۔ احمد بن محمد صاحب بیت الحکمۃ عن مالک — قال الدارقطنی متروک وقال الحافظ ابن حجر خبرہ موضوع

۱۱۷ احمد بن محمد النقانی لا یعرف — روی عن آدم ابن ابی ایاس بسند الصحیح خبراً موضوعاً

۱۱۸ احمد بن مروان الدینوری صاحب المجالسۃ — صرح الدارقطنی فی غرائب مالک بانہ یضع الحدیث

۱۱۹ احمد بن مقاتل الاعتقان — حدث بمرقند عن ابی حاتم الرازی بخبر موضوع۔

۱۲۰ احمد بن منصور ابو السعادات قال یحیٰی بن منده کذابٌ

۱۲۱ احمد بن نصر الدارع صاحب الجزء المعروف قال الدارقطنی دجالٌ

۱۲۲ احمد بن ہاشم المؤذن الرملی۔ اتہمہ الدارقطنی وصرح الذہبی فی تلخیص المستدرک بانہ کذابٌ

۱۲۳ احمد بن هارون ابو جعفر البلدی کذاب متہم بوضع الحدیث

۱۲۴ احمد بن یعقوب بن عبد الجبار الاموی الجرجانی کذبہ البیہقی وقال الحاکم کان یضع الحدیث

۱۲۵ احمد بن یوسف المنبجی لا یعرف واتی بخبر کذب قال الذہبی ھو آفتہٗ

۱۲۶ احمد بن یحیٰی الا ملی ابو بکر البغدادی قال ابراہیم بن ارومۃ کذابٌ

۱۲۷ احمد السمرقندی نکرۃٌ لا یعرف وخبرہٗ کذبٌ

۱۲۸ اسحاق ابن ابراہیم بن ابی نجیح۔ قال الدارقطنی کذاب دجالٌ

۱۲۹۔ اسحاق بن ابراہیم عن ابی قلابہ مجہولٌ وحدیثہ فی الفضائل کذبٌ

۱۳۰۔ اسحاق بن ابراہیم الحمصی المعروف بابن زبریق۔ کذبہ محمد بن عوف۔

۱۳۱۔ اسحاق بن ابراہیم بن یعقوب بن عباد بن العوام الواسطی التمری عن یزید ابن ہارون } قال ابن عدیؒ والازدی کذابٌ

۱۳۲۔ اسحاق ابن ابراہیم الطبری قال ابن حبان یاتی عن الثقات بالموضوعاتِ

۱۳۳ اسحاق بن ادریس الاسواری عن ھمام قال ابن معین کذاب یضع الحدیث

۱۳۴ اسحاق ابن بشر بن محمد بن عبد اللہ بن سالم ابو حذیفہ البخاری صاحب کتاب المبتداء } کذاب وقال ابو سعید النقاش یضع الحدیث

۱۳۵ اسحاق ابن بشر بن مقاتل الکاھلی ابو یعقوب الکوفی } کذاب وقال الدارقطنی یضع الحدیث

۱۳۶ اسحاق بن خالد عن ابی داؤد الطیالسی لہ حدیث موضوع

۱۳۷۔ اسحاق بن عبد الصمد بن خالد بن یزید الفارسی۔ اتھمہ الدارقطنی بالوضع

۱۳۸ اسحاق ابن عنبر الحرانی عن ابی داؤد عن الثوری } قال الازدی کذاب

۱۳۹ اسحاق بن محمد بن اسحاق السوسی قال الذھبی اتی بموضوعات سمجۃ فی فضائل معاویۃ فالبلاء منہ او من شیوخہ المجھولین

۱۴۰ اسحاق بن محمد النخعی الاحمر رافضی مارق کذاب

۱۴۱ اسحاق بن محمشاد روی عن ابی فضل التمیمی حدیثاً فی فضل محمد بن کرام وھو وضعہ بقلۃ حیاء وقال احمد بن علی بن محمد کان کذاباً یضع الحدیث علی مذھب کرامیۃ

	ولہٗ مصنف فی فضائل محمد بن کرام کلہٗ کذب موضوع
۱۴۲ اسحاق ابن مسیح	اتھمہ ابن عبدالبر بوضع حدیث وکذا اتھمہ الدارقطنی بوضعہ ایضاً
۱۴۳۔ اسحاق بن ناصح عن قیس ابن الربیع وطبقتہ	کذاب مفتر
۱۴۴۔ اسحاق بن نجیح الملطی ابو صالح و ابو یزید عن ابن جریج وغیرہ	کذاب یضع الحدیث

۱۴۵ اسحاق بن وھب الطھرسی عن ابی وھب کذاب یضع الحدیث

۱۴۶۔ اسد بن ابراہیم بن کلیب السلمی الحرانی القاضی صاحب مناکیر وموضوعات

۱۴۷۔ اسد بن عمرو ابو المنذر البجلی قاضی واسط۔ قال یحییٰ کذوب وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علی مذھب ابی حنیفۃ

۱۴۸۔ اسد بن زید بن نجیح الجمال ابو الجہم الہاشمی مولاھم	قال ابن معین کذاب
۱۴۹ اسماعیل بن ابان الغنوی وھو اسماعیل الحناط	قال ابن حبان کان یضع علی الثقات

۱۵۰ اسماعیل بن ابراہیم ابو الاحوص عن یحییٰ ابن یحییٰ۔ کذبہ ابن طاھر

۱۵۱۔ اسماعیل بن اسحاق الجرجانی کان احسن ممن یضع الحدیث

۱۵۲۔ اسماعیل بن امیہ ویقال ابن ابی امیۃ عن ابی الاشہب العطاردی کذاب

۱۵۳۔ اسماعیل بن بلال العثمانی المقری الدمیاطی قال الخطیب کان کذابا

۱۵۴۔ اسماعیل بن زریق السکری البصری قال ابوحاتم کذاب

۱۵۵۔ اسماعیل بن زیاد البلخی ، قال ابن حبان شیخ دجال

۱۵۶۔ اسماعیل بن ابی زیاد السکونی الشامی عن ابن عون و ثور ابن یزید کذاب یضع الحدیث

۱۵۷۔ اسماعیل بن ابی زیاد الشقری قال ابن معین کذاب

۱۵۸۔ اسماعیل بن عباد اسعدی البصری قال ابن حبان لایخلو حدیثہ عن المقلوب والموضوع

۱۵۹۔ اسماعیل بن عبید عن حماد بن ابی سلیمان بخبر فی فضل عمر موضوع

۱۶۰۔ اسماعیل بن علی ابو دعامۃ عن ابی العتاھیہ مجہول دحدیثہ کذب

۱۶۱۔ اسماعیل بن علی بن المثنیٰ الاسترابازی الواعظ متہم بالوضع

۱۶۲۔ اسماعیل بن محمد المزنی الکوفی عن ابی نعیم قال الدارقطنی کذاب

۱۶۳۔ اسماعیل بن محمد بن یوسف ابو ہارون الجبرینی الفلسطینی } قال ابن حبان یسرق الحدیث وقال ابن طاہر کذاب و قال الحاکم روی عن سنید و ابی عبید و عمر ابن ابی سلمۃ احادیث موضوعۃ

۱۶۴۔ اسماعیل بن محمد ابو اسحاق الجملی عن الرمادی و سعدان قال الادریسی متہم بالکذب

۱۶۵۔ اشعث بن محمد الکلابی عن عیسیٰ ابن یونس مجہول وحدیثہ کذب

۱۶۶۔ اصبغ بن نباتہ التمیمی الحنظلی الکوفی کذاب قال ابوبکر بن عیاش کذاب

۱۶۷ اصرم بن حوشب ابو ہشام قاضی ہمدان قال یحییٰ کذاب خبیث وقال
ابن حبان کان یضع الحدیث عن الثقات

۱۶۸ انس بن عبد الحمید اخو جریر کان یکذب فی کلامہ

۱۶۹ ایوب بن خوط ابو امیہ البصری قال الازدی کذاب وقال احمد کان
عیسیٰ بن یونس یرمیہ بالکذب وقال الساجی اجمع
اھل العلم علیٰ ترک حدیثہ کان یحدث بالاباطیل

۱۷۰۔ ایوب بن عبد السلام شیخ لحماد بن سلمۃ قال ابن حبان کذاب

۱۷۱ ایوب بن محمد المصری عن کثیر ابن عتبۃ الحمصی کذبہ الدارقطنی

حرف البَاءِ

۱۷۲ برکت بن محمد الحلبی عن یوسف } متھم بالکذب وقال الدارقطنی
ابن اسباط والولید بن مسلم } یضع الحدیث

۱۷۳۔ بشار بن قیراط اخو حماد بن قیراط کذبہ ابوزرعۃ

۱۷۴ بشر بن عبید الدارسی عن طلحۃ بن زید کذبہ الازدی

۱۷۵ بشر بن ابی عمرو بن العلاء المازنی قال ابن طاہر احادیثہ موضوعۃ

۱۷۶۔ بشر ابن عون قال ابن حبان لہ عن بکار بن تمیم عن مکحول
نسخۃ موضوعۃ نحو مائۃ حدیث

۱۷۷ بسیر بن میمون الخراسانی الواسطی قال ابن الجوزی فی الموضوعات
قال ابن معین اجمع الامة علی طرح حدیثه
واتهمه البخاری بوضع الحدیث
۱۷۸۔ بقاء بن شاکر الحربی متأخر دجال کذاب
۱۷۹ بکار بن عبدالملک بن الولید بن بشر بن ارطاق قال الذہبی ہو
وحفیدہ احمد بن عبدالرحمان بن بکار کذابان
۱۸۰ بکر بن الاسود ویقال ابن ابی الاسود } قال یحیی ابن ابی کثیر
ابوعبیدہ الناجی احد الزہاد } کذاب
۱۸۱ بکر بن زیاد الباہلی من ابن المبارک قال ابن حبان دجال وضاع
۱۸۲ بکر بن الشرود الصنعانی عن معمر ومالک قال ابن معین کذاب
۱۸۳ بندار بن عمر الردیانی قال النخشبی کذاب
۱۸۴ بہلوان بن شہرزان ابوالبشر الدیلمی الیزدی دجال

حرف التاء

۱۸۵۔ تمام ابن نجیح قال ابن حبان روی اشیاء موضوعة عن الثقات کانہ المتعمد لہا
۱۸۶ تمیم بن احمد بن احمد البندنیجی محدث متأخر کذبہ ابن الاخضر
۱۸۷ تلید بن سلیمان الکوفی الاعرج، اورد لہ الذہبی فی المیزان
فی ترجمة داؤد ابن عوف حدیثاً ثم قال آفتہ
تلید بانہ متہم بالکذب

(حرف الثاء)

۱۸۸ ثابت بن حماد ابو زید البصری قال البیہقی متہم بالوضع

۱۸۹۔ ثوبان بن ابراہیم المصری اتہمہ ابن الجوزی بالوضع

۱۹۰۔ ثویر بن ابی فاختہ سعید بن علاقہ الکوفی کذبہ الثوری

حرف الجیم

۱۹۱۔ جابر بن یزید بن الحارث الجعفی کذبہ ابو حنیفۃ

۱۹۲ الجارود بن یزید ابو علی العامری النیسابوری من معمر ابن حکیم } کذبہ ابو اسامۃ وابو حاتم وقال الحاکم روی عن الثوری احادیث موضوعۃ

۱۹۳۔ جبیر ابن الحارث کذاب ادعی لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سنۃ ثلاث وسبعین وخمس مائۃ

۱۹۴۔ جعفر ابن ابان المصری عن محمد ابن بریح ھکذا سماہ ابن حبان وقال کذاب

۱۹۵ جعفر ابن احمد بن علی بن بیان ابو الفضل الرقاق الغافقی رافضی وضاع

۱۹۶۔ جعفر ابن الزبیر عن القاسم وغیرہ کذبہ شعبۃ وقال وضع علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربع مائۃ حدیث

۱۹۷۔ جعفر ابن محمد بن ہبۃ اللہ ابو الفضل البغدادی الصوفی قال الذہبی کذاب

۱۹۸۔ جعفر بن محمد بن الفضل الدقاق ویعرف بابن المارستانی کذبہ الدار قطنی والصوری

۱۹۹۔ جميل بن الحسن الاهوازي — قال عبدان فاسق كذاب

۲۰۰۔ جبارة بن المغلس — قال ابن الجوزي احاديثه كذب

(حرف الحاء)

۲۰۱۔ الحارث بن عبد الله الهمداني الاعور۔ قال ابن المديني كذاب

۲۰۲۔ الحارث بن آدم المروزي عن ابن المبارك كذبه الجوزجاني وابن عدي وعده احمد بن علي السليماني فيمن اشتهر بالوضع

۲۰۳۔ حباب بن جبلة الدقاق عن مالك — قال الازدي كذاب

۲۰۴۔ الحسن بن زياد اللؤلؤي — كذبه ابن معين وابو داؤد وغيرهما

۲۰۵۔ الحسن بن الطيب البلخي عن قتيبة اتهمه ابن عدي وقال مطين كذاب

۲۰۶۔ الحسن ويقال الحسين بن عبيد الله الابزاري شيخ جعفر الخلدي كذاب

۲۰۷۔ الحسن بن عثمان بن زياد ابو سعيد التستري عن محمد بن حماد الطهراني — قال ابن عدي كذاب يضع الحديث

۲۰۸۔ الحسن بن علي ابو عبد الغني الازدي عن مالك صاحب الزوائد — كذاب

۲۰۹۔ الحسن بن علي بن زكريا ابو سعيد العدوي — كذاب وضاع

۲۱۰۔ الحسن بن علي النخعي الاشناني — قال ابن عدي فاحش الكذب

۲۱۱۔ الحسن بن علي ابو علي الاهوازي المقرئ قال الخطيب كذاب في القراءات والحديث جميعا وقال ابن عساكر كان من اكذب الناس

۲۱۲۔ الحسن بن عمارة (بضم العين) الكوفي الفقيه قال ابن المديني كان يضع الحديث

۲۱۳- الحسن بن عمرو بن سیف العبدی عن شعبۃ قال البخاری وغیرہ کذاب

۲۱۴- الحسن بن عفیر المصری العطار عن یوسف ابن عدی وغیرہ
قال ابن یونس کذاب یضع الحدیث

۲۱۵ الحسن بن مدرک قال ابوداؤد کذاب

۲۱۶- الحسین بن احمد الشرعی ابوعبداللہ الھروی الصفار کذبہ الحاکم

۲۱۷- الحسین بن احمد القادسی عن ابی بکر القطیعی کذبہ ابن خیرون

۲۱۸ الحسین بن عبداللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ قال ابوحاتم و
سعد الحمیری عن ابیہ وعنہ زید ابن الحباب وغیرہ ابن الجارود کذاب

۲۱۹ الحسین بن عبدالاول عن عبداللہ بن ادریس قال ابوحاتم کذبہ ابن معین

۲۲۰ الحسین بن علوان الکلبی عن الاعمش وہشام بن عروۃ کذبہ یحیٰی و
قال ابن حبان کان یضع الحدیث

۲۲۱- الحسین بن قیس الرحبی ولقبہ حنش کذبہ احمد بن حنبل

۲۲۲ الحسین بن محمد المرزی الصیرفی عن صاحب الاغانی کذاب

۲۲۳- الحسین بن مخارق بن ورقا ابوجنادۃ عن الاعمش
قال الدارقطنی یضع الحدیث

۲۲۴- حفص بن ابی داؤد وھو حفص بن سلیمان صاحب القراءۃ
قال ابن خراش کذاب یضع الحدیث

۲۲۵- حفص بن عمر العدنی عن ابی الزناد کذبہ یحیٰی بن یحیٰی نیساپوری

۲۲۶- حفص بن عمر الرفاء عن شعبہ قال ابوحاتم کذاب

۲۲۷۔ حفص بن عمر الرازی عن ابن المبارک کذبہ ابوحاتم فیما نقلہ ابن الجوزی وقال فی المیزان انما کذبہ ابوزرعۃ

۲۲۸ الحکم بن ظہیر وھو الحکم بن ابی لیلیٰ } قال ابن عدی قال یحییٰ
والحکم بن ابی خالد } کذاب وقال ابن حبان
یروی الموضوعات عن الثقات

۲۲۹۔ الحکم بن عبداللہ بن سعد الدیلی قال السعدی وابوحاتم کذاب وقال احمد احادیثہ کلھا موضوعۃ

۲۳۰ الحکم بن عبداللہ ابومطیع البلخی قال ابوحاتم موجی کذاب وقال الجوزقانی کان یضع الحدیث

۲۳۱۔ الحکم بن عبداللہ بن خطاف ابوسلمۃ عن الزہری قال ابوحاتم کذاب وقال الدارقطنی کان یضع الحدیث

۲۳۲۔ حمزہ بن اسماعیل الطبری الجرجانی کذبہ الدارقطنی

۲۳۳۔ حمزہ بن حسین الدلال عن ابی عمرو ابن السماک کذبہ الخطیب

۲۳۴۔ حیان ابن عبداللہ ابوجبلۃ الدارمی کذبہ الفلاس

(حروف الخاء)

۲۳۵۔ خالد بن عبدالدائم البصری قال ابونعیم والحاکم والنقاش روی احادیث موضوعۃ

۲۳۶۔ خالد بن عبید العتکی ابوعصام عن انس۔ قال ابن حبان روی نسخۃ موضوعۃ

۲۳۷۔ خالد بن نجیح المصری عن ابی صالح کاتب اللیث وغیرہ | قال ابوحاتم کذاب یفتعل الحدیث

۲۳۸۔ خالد بن یزید العذاء ابو الہیثم المکی عن ابن ابی ذئب قال ابوحاتم و یحیی کذاب وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الاثبات

۲۳۹۔ الخصیب بن جحدر عن عمرو ابن دینار وغیرہ کذبہ شعبۃ والقطان وابن معین والبخاری وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات

۲۴۰۔ خلف بن یحیی الخراسانی قال ابوحاتم کذاب۔

۲۴۱۔ الخلیل بن زکریا الشیبانی ویقال العیدی المصری قال القاسم المطرز کذاب وقال العقیلی یحدث عن الثقات

(حرف دال)

۲۴۲۔ داؤد بن ابراہیم قاضی قزوین عن شعبۃ قال ابوحاتم کان یکذب

۲۴۳۔ داؤد بن ابراہیم العقیلی عن خالد بن عبداللہ الطحان کذبہ الازدی

۲۴۴۔ داؤد بن الزبرقان الرقاشی قال الجوزقانی کذاب

۲۴۵۔ داؤد بن سلیمان بن جعفر الجرجانی الغازی قال ابن معین کذاب لہ نسخۃ موضوعۃ علی ابن ابی موسی الرضی

۲۴۶۔ داؤد بن الولید قال ابوحاتم کذاب

۲۴۷۔ داؤد بن یحیی الافریقی عن عبداللہ بن عمر بن غانم | قال ابن یونس احادیثہ موضوعۃ

٢٤٨- دلیل بن عبد الملک عن السدی عن زید ابن ارقم بنسخة موضوعة

(حرف الذال)

٢٤٩- ذاکر بن موسیٰ بن شیبة العسقلانی اتی بسند الصحیح فاتهم

٢٥٠- ذیال (بتشدید المثناة التحتیة الموصلی) اتی بحکایة تشبه حدیث رتن ذکرها ابن عبد الهادی فی التکملة

(حرف الراء)

٢٥١- راشد بن معبد عن انس قال الحاکم و ابن حبان روی احادیث موضوعة

٢٥٢- الربیع بن محمود الماردینی دجال مفترادعی الصحبة والتعمیر فی سنة تسع و تسعین و خمسمائة

٢٥٣- رکن بن عبد الله شامی عن مکحول وغیرہ قال الحاکم یروی عن مکحول احادیث موضوعة

(حرف الزاء)

٢٥٤- زکریا بن دوید بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی } کذاب وقال ابن حبان کان یضع الحدیث

٢٥٥- زیاد بن المنذر ابو الجارود عن ابی الطفیل وغیرہ } قال ابن حبان رافضی یضع المثالب والمناقب

۲۵۶۔ زید بن الحسن بن زید بن ابی برک الحسنی کذاب دجال وضع اربعین حدیثاً

۲۵۷۔ زید بن عبداللہ بن مسعود ابوالخیر الہاشمی الادیب — مشہور بالوضع للحدیث

(حرف السین)

۲۵۸۔ سعد بن طریف الاسکاف — قال ابن حبان کان یضع الحدیث علی الفور

۲۵۹۔ سعد بن علی القاضی ابوالوفا الفنوی — کذّابٌ

۲۶۰ سعید بن ذی لعوہ — قال ابن حبّان دجّالٌ

۲۶۱ سعید بن سلام العطار — قال احمد وابن معین کذاب وقال البخاری یذکر بوضع الحدیث

۲۶۲۔ سعید بن عتبا البانی ابوعثمان الحرانی من عباد ابن العوام وبقیۃ — کذبہٗ ابن معین وابنُ الجُنید وابُوحاتم

۲۶۳۔ سلم بن ابراہیم الوراق عن مبارک بن فضالۃ کذبہٗ ابن معین

۲۶۴۔ سلیمان بن احمد الواسطی صاحب الولید بن مسلم — کذبہٗ یحییٰ وقال صالح جزرۃ کان یتہم فی الحدیث وقال مرۃً کذّابٌ

۲۶۵۔ سلیمان بن احمد بن یحییٰ الملطی ثم المصری، کذبہٗ الدارقطنی

۲۶۶۔ سلیمان بن عمرو ابوداؤد النخعی مشہور بالکنیۃ — کذّاب معروف بالوضع فقال الحافظ ابن حجر کذبہٗ ونسبہ الی الوضع فوق ثلاثین نفساً

۲۶۶۔ سلیمان بن عیسٰی بن نجیح السجزی عن ابن عون وغیرہ } کذاب مشہور بالوضع

۲۶۸۔ سہیل بن ذکوان ابو السندی عن عائشۃ کذبہ ابن معین

۲۶۹۔ سیف بن محمد بن اخت سفیان الثوری قال احمد وغیرہ کذاب

(حرف الشین)

۲۷۰۔ شرقی بن قطامی کذبہ شعبۃ

۲۷۱۔ شعیب بن عمرو بن الطحان عن سفیان بن عیینۃ } قال الازدی کذاب

۲۷۲۔ شیخ ابن ابی خالد عن حماد بن سلمۃ قال الحاکم والنقاش روی عن حماد احادیث موضوعۃ فی الصفات وغیرھا۔

(حرف الصاد)

۲۷۳۔ صالح بن احمد بن ابی مقاتل ویقال لہ صالح القیراطی عن یعقوب الدورقی } کذاب

۲۷۴۔ صبیح بن سعید عن عثمان وعائشۃ قال ابن ابی خیثمۃ وابن معین کذاب خبیث

۲۷۵۔ صخر بن محمد الحاجی المنقری عن مالک کذاب مشہور بالوضع وھو ابو حاجب وھو صخر ابن عبداللہ وھو صخر ابن حاجب

۲۷۶۔ صلۃ بن سلیمان العطار الواسطی عن ابن جریج وغیرہ | قال ابن معین وابو داؤد کذّاب

حرف الضّاد

۲۷۷۔ الضحاک بن حمزہ ابو عبد اللہ المنبجی عن ابن عیینۃ | قال الدار قطنی کان یضع الحدیث

۲۷۸۔ ضیا بن محمد الکوفی عن الحسن بن مرزوق باسناد باطل لمتن موضوع

حرف الطاء

۲۷۹۔ طاہر بن الفضل الحلبی عن ابن عیینۃ وحجاج الاعور | قال ابن حبان یضع الحدیث وضعا

۲۸۰۔ طلحۃ بن زید الرقی ابو مسکین | قال احمد وابن المدینی کان یضع الحدیث

حرف الظاء

۲۸۱۔ ظبیان بن محمد ظبیان عن ابیہ عن جدہ عن عمرو بن مرۃ الجہنی | بخبر کذب

۲۸۲۔ ظلیم بن حطیط بالتصغیر فی الاسمین اتہمہ ابن عدی بالوضع

(حرف العین)

٢٨٣- عاصم بن محمد عن انس قال الازدی کذّاب

٢٨٤- عباد بن جویریہ عن الاوزاعی قال احمد کذّاب افاک وکذّبہ البخاری ایضاً

٢٨٥- عباد بن بکار الضبی عن خالد بن طلیق وابی بکر المعتزلی قال الدارقطنی کذّاب

٢٨٦- عباس بن الضحاک البلخی قال ابن حبان دجال

٢٨٧- عباس بن عمر الکلوذانی عن محمد بن البختری قال الخطیب کذّاب وضّاع

٢٨٨- عباس بن الفضل ابو ابن عون شیخ الحسین بن عمر شیخ الدارقطنی کذّبہ الدارقطنی

٢٨٩- عبد اللہ بن ابراہیم المؤدب عن سوید بن سعید کذّبہ الدارقطنی

٢٩٠- عبد اللہ بن زیاد بن سمعان المدنی قال مالک وغیرہ کذّاب

٢٩١- عبد اللہ بن سفیان الصنعانی قال یحییٰ بن معین کذّاب

٢٩٢- عبد اللہ بن شریک العامری الکوفی قال الجوزجانی کذّاب

٢٩٣- عبد اللہ بن عیسیٰ الجزری عن عفان بن مسلم قال الدارقطنی کذّاب یضع علی عفان وغیرہ

۲۹۴۔ عبداللہ بن محمد ابو الحباب التیمی عن الزہری۔ قال وکیع کذاب یضع الحدیث

۲۹۵ عبداللہ بن محمد جعفر ابو القاسم القزوینی قاضی الدولۃ } قال ابن یونس وضع احادیث فی فتنضح وقال الدارقطنی کذاب

۲۹۶۔ عبدالرحمٰن بن عفان ابو بکر الصوفی عن ابی بکر بن عیاش } قال ابن معین کذاب

۲۹۷۔ عبدالرحمٰن بن قطامی البصری عن التابعین قال الفلاس کذاب

۲۹۸۔ عبدالرحمان بن قیس بن معاویۃ الزعفرانی قال ابو زرعۃ وابن مھدی کذاب وقال صالح ابن محمد کان یضع الحدیث

۲۹۹۔ عبدالرحمان بن ھانی ابو نعیم النخعی قال ابن معین کذاب

۳۰۰۔ عبدالرحیم بن زید العمی عن ابیہ وغیرہ قال یحییٰ کذاب

۳۰۱۔ عبدالرحیم بن ھرون الغسانی الواسطی کذبہ الدارقطنی

۳۰۲۔ عبدالسلام بن ھاشم الاعور البزار قال الفلاس اقطع انہ کذاب

۳۰۳۔ عبدالغافر بن جابر عن سفیان الثوری کذبہ ابوحاتم والازدی

۳۰۴۔ عبدالغفار بن القاسم ابو مریم الانصاری رافضی قال ابن المدینی وابوداؤد کان یضع الحدیث وقال احمد عامۃ احادیثہ بواطیل

۳۰۵۔ عبدالعزیز بن ابی رجاء عن مالک قال الدارقطنی لہ مصنف موضوع کلہ

۳۰۶۔ عبدالکریم بن ابی العوجاء زندیق اعترف بوضع الحدیث

۳۰۷۔ عبدالکریم بن ابی المخارق ابوامیۃ المؤدب عن مجاہد وطبقتہ } کذبہ ایوب السختیانی

۳۰۸۔ عبد الملک بن ہارون بن عنترہ قال السعدی دجال کذاب وقال ابن حبان یضع الحدیث

۳۰۹۔ عبد القدوس بن خلاد من عبد الوہاب بن عطاء کذبہ ابو زرعۃ الرازی

۳۱۰۔ عبید اللہ بن یعقوب الرازی الواعظ عن ہلال ابن العلاء } کذبہ ابو علی النیساپوری

۳۱۱۔ عبید اللہ بن محمد بن عبد العزیز العمری شیخ الطبرانی کذبہ النسائی

۳۱۲۔ عبید اللہ بن سفیان ابو سفیان السعدی من ابن عون } قال ابن معین کذاب

۳۱۳۔ عثمان بن عبد الرحمان بن مسلم الحرانی الطرائفی کذبہ ابن نمیر

۳۱۴۔ عصمۃ ابن محمد الانصاری عن ہشام ابن عروۃ } قال یحییٰ کذاب یضع الحدیث

۳۱۵۔ عطاء بن عجلان الحنفی عن عکرمۃ کذبہ ابن معین والفلاس

۳۱۶۔ العلاء بن عمر الحنفی الکوفی متہم وقال ابن الجوزی کذاب

۳۱۷۔ علی ابن احمد بن علی الواعظ ابن القصاص الشروانی مولف اخبار الحلاج } کذاب اشر

۳۱۸۔ علی ابن امیرک الخزانی المروزی محدث کذاب

۳۱۹۔ علی بن جمیل الرقی عن جریر ابن عبد الحمید } کذبہ ابن حبان و عیسیٰ ابن یونس } قال یضع الحدیث

۳۲۰۔ علی ابن الحسن المکتب وہو علی ابن عبدۃ عن یحییٰ القطان کذاب

۳۲۱- علی بن الحسن ویقال ابن الحسین الرازی عن ابی بکر ابن الدیناری } قال عبید اللہ الازہری کذاب

۳۲۲- علی ابن الحسین بن اصفر الصائغ البغدادی الشاعر قال الخطیب کذاب یسرق الحدیث

۳۲۳- علی بن عاصم نقل ابن الجوزی عن شعبۃ ویزید بن ہرون وابن معین } انہم کذبوہ

۳۲۴- علی بن عروۃ القرشی الدمشقی قال ابن حبان یضع الحدیث وکذبہ صالح جزرۃ وغیرہ

۳۲۵- علی بن قدین بن جیس عن عبد الوارث قال یحیی کذاب خبیث و قال العقیلی کان یضع الحدیث

۳۲۶- عمارۃ بن جوین ابو ہرون العبدی کذبہ حماد ابن زید وابن معین

۳۲۷- عمر بن ابراہیم بن خالد الکردی عن عبد الملک بن عمیر وابن ابی ذئب وشعبۃ } قال الدارقطنی کذاب یضع الحدیث

۳۲۸- عمر بن اسماعیل بن مجالد قال ابن الجوزی قال یحیی کذاب

۳۲۹- عمر بن حبیب العدوی البصری القاضی عن خالد الحذاء وہشام ابن عروۃ } کذبہ ابن معین

۳۳۰- عمر بن صبیح البلخی عن قتادۃ وغیرہ کذاب اعترف بالوضع

۳۳۱- عمرو بن جریر ابو سعید البجلی عن اسماعیل بن ابی خالد کذبہ ابو حاتم

۳۳۲- عمرو بن جمیع عن الاعمش وغیرہ کذبہ ابن معین وقال ابن عدی کان یتہم بالوضع

۳۳۳- عمرو بن خالد القرشی الکوفی ثم الواسطی عن زید ابن علیؓ } کذبہ احمد والناس

۳۳۴- عمرو بن مالک الواسطی قال علی بن نصرٍ کان کذاباً

۳۳۵- عیسیٰ ابن سوادۃ النخعی عن الازہری قال یحییٰ کذاب

۳۳۶- عیسیٰ بن یزید بن بکر بن داب عن ہشام بن عروۃ } قال خلف الاحمر کان یضع الحدیث

(حرف الغین)

۳۳۷- غازی بن عامر عن عبدالرحمان بن منخرا قال الازدی کذابٌ

۳۳۸- غیاث بن ابراہیم النخعی قال احمد وغیرہٗ کان کذاباً وقال الجوزجانی سمعتُ غیر واحدٍ یقول (کان یضع الحدیث وھو صاحب قصۃ الحمام مع المہدی

(حرف الفاء)

۳۳۹- الفضل بن حماد الواسطی قال الدارقطنی کذابٌ

۳۴۰- الفضل بن السکین بن السخیت القطیعی الاسود وھو ابوالعباس السندی شیخ لابی یعلی } کذبہ ابن مُعین

۳۴۱- الفضل بن عیسیٰ الرقاشی قال ابن الجوزی کذابٌ

۳۴۲- الفضیل بن یسار عن ابی جعفر محمد بن علی قال محمد بن نصر کان رافضیاً کذاباً

٣٤٣۔ فہد بن عوف العامری ابو ربیعہ قال ابن المدینی کذّابٌ
٣٤٤ الفیض بن وثیق قال ابن معین کذاب خبیث

(حرف القاف)

٣٤٥ قاسم بن ابراہیم الملطی عن لوین قال الدارقطنی کذّابٌ
٣٤٦۔ قاسم بن محمد الفرغانی عن ابی عاصم النبیل قال الحاکم کان یضع وضعاً فاحشاً

٣٤٧۔ قدین بن سھل بن قرین عن ابیہ عن ابی ذئب } کذبہا الازدی

٣٤٨۔ قطن ابن صالح الدمشقی عن ابن جریج قال الازدی کذّابٌ

(حرف الکاف)

٣٤٩۔ کادح بن رحمت الزاہد عن سفیان الثوری قال الازدی وغیرہٗ کذّابٌ
٣٥٠۔ کنانہ بن جبلہ عن ابراہیم بن طہمان قال ابن معین کذّابٌ
٣٥١ کثیر بن مروان ابو محمد الفہری المقدسی، قال یحیی مرۃً کذّاب وقال ابو حاتم یکذب فی حدیثہٖ
٣٥٢۔ کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی قال الشافعی رکن من ارکان الکذب وقال ابن حبان لہٗ عن ابیہٖ عن جدہٖ نسخۃ موضوعۃ

حرف اللّام

۳۵۳۔ لاحق بن الحسین بن ابی الورد کذاب وضّاع روی عنہ ابونعیم فی الحلیۃ وغیرہا مصایب

۳۵۴۔ لاھز بن عبداللہ ابو عمر التیمی عن معتمر بن سلیمان لایعرف ثقۃ اتی بخبر باطل

۳۵۵۔ لوط بن یحیٰی ابو مخنف کذّابٌ تالفٌ

حرف المیم

۳۵۶۔ مامون بن احمد السلمی الھروی عن ھشام بن عمّار کذّاب خبیث وضّاع

۳۵۷ محمد بن ابان الرازی عن ھشام ابن عبیداللہ دجّال کذّبہ ابوزرعۃ وغیرہٗ

۳۵۸۔ محمد بن ابراہیم بن العلاء الشامی شیخ لابن ماجۃ قال الدارقطنی کذّابٌ

۳۵۹۔ محمد بن احمد النحاس العطار شیخ متأخر قال ابن السمعانی کذّابٌ

۳۶۰۔ محمد بن اسحاق بن یزید البیتی قال ابوعمرو بن عوف کذّاب

۳۶۱۔ محمد بن ایوب عن ھشام الرازی تقی الحمیدی قال ابوحاتم کذّابٌ

۳۶۲۔ محمد بن حاتم بن خزیمۃ الکشی قال الحاکم کذّابٌ

۳۶۳۔ محمد بن الحسن بن مالک السعدی عن محمد بن حمدویہ کذّبہ ابومسعود الدمشقی

۳۶۴۔ محمد بن سعید الدمشقی المصلوب کذاب صلب فی الزندقۃ

۳۶۵ محمد بن سعید الازرق عن ھدبۃ و شریح بن یونس کذاب یضع الحدیث

۳۶۶ محمد بن سلیمان بن ابی فاطمۃ عن اسد ابن موسیٰ قال الدارقطنی کذاب یضع الحدیث

۳۶۷۔ محمد بن عبداللہ بن القاسم الرازی النحوی کذاب ویلقب جراب الکذب

۳۶۸ محمد بن عبدالرحمان الرجا بر البیاضی المدنی عن سعید ابن المسیب کذاب

۳۶۹ محمد بن عبدالکریم المروزی عن وھب بن جریر کذبہ ابو حاتم

۳۷۰۔ محمد بن علیبہ القرشی عن مالک کذبہ الدارقطنی

۳۷۱ ۔ محمد بن عکاشۃ الکرمانی عن عبدالرزاق کذاب وقال الحاکم

والدارقطنی یضع الحدیث

۳۷۲ ۔ محمد بن القاسم الاسدی الکوفی قال احمد والدارقطنی کذاب

۳۷۳۔ محمد بن معاویۃ النیسا پوری نزیل مکۃ کذبہ ابن معین والدارقطنی

۳۷۴۔ محمد بن مقاتل الفاریابی ذکر ابن الجوزی فی مقدمۃ الموضوعات عن سھل ابن السری } انہ وضاع

۳۷۵۔ مینا بن ابی میناء مولیٰ عبدالرحمان بن عوف عن مولاہ و عثمان و ابن مسعود قال ابو حاتم کذاب۔

حرف النون

۳۷۶۔ نصر بن حماد ابو الحارث الوراق کذبہ یحییٰ ابن معین

۳۷۷۔ نھشل بن سعید بن وردان متروک وکذبہ اسحاق ابن راھویہ

۳۷۸۔ نوح بن یزید ابو عصمۃ وھو نوح ابن ابی مریم کذّاب وضّاع

(حرف الهاء)

۳۷۹۔ ھرون بن حبیب البلخی عن جویبر قال الازدی کذابٌ
۳۸۰۔ الھیثم بن احمد بن محمد بن سالم المھری قال الحسن بن عمر البصری کذّابٌ وضّاع
۳۸۱۔ الھیثم بن عدی الطائی قال البخاری ویحییٰ کان یکذب وقال ابوداؤد وغیرہ کذّابٌ

(حرف الواو)

۳۸۲۔ الولید بن سلمۃ الطبری الاردنی قال دحیم وغیرہ کذاب قال ابن حبان یضع الحدیث علی الثقات
۳۸۳۔ الولید بن محمد الوقری قال یحییٰ کذّابٌ
۳۸۴۔ وھب بن حفص البجلی الحرانی عن ابی قتادہ کذّبہٗ ابوعروبۃ و قال الدارقطنی کان یضع الحدیث
۳۸۵۔ وھب بن وھب ابوالبختری القاضی قال احمد وغیرہٗ کذّابٌ وضّاع
۳۸۶۔ الوازع بن نافع العقیلی الجزری قال الحاکم وغیرہٗ روی احادیث موضوعۃ

حرف الیاء

۳۸۷- یحییٰ ابن العلاء البجلی الرازی قال احمد بن حنبلٍ کذّاب یضع الحدیث
وقال ابن عدی احادیثه موضوعة
وقال فی التقریب رمی بالوضع

۳۸۸- یزید بن عیاض بن جعدیۃ اللیثی المدنی کذّبه مالک وغیرہ،

۳۸۹- یعقوب بن الولید المدنی عن ہشام ابن عروۃ کذّبه احمد والناس

۳۹۰ یونس بن خباب الاسیدی مولاہم الکوفی رافضی کذّابٌ

۳۹۱- یوسف بن الفرق بن ابی المازۃ قاضی الاھواز قال الازدی کذابٌ

۳۹۲- یوسف بن یعقوب النیساپوری عن ابی بکر بن ابی شیبة
کذّبه الحافظ ابو علی النیساپوری

۳۹۳- یوسف بن جعفر الخوارزمی قال ابو سعید النقاش کان یضع الحدیث

۳۹۴- یحییٰ بن غالب عن ابیه عن الحسن خبرۃ فی فضل معاویة کذبٌ

۳۹۵- یحییٰ بن عبدالجبار نقل عن ابی داوٗد انّہٗ قال فیه کذّابٌ

۳۹۶- یحییٰ بن زکریا عن موسیٰ ابن عقبه وجعفر الصادق قال ابن الجوزی
ھو دجّال ھٰذہ الامّة وقال ابن عدیّ کان
یضع الحدیث ویسرق قال الحافظان الذھبی
وابن حجر ھو ابن سابق وصوابه ابو زکریا۔

یاد رہے ۔ وضّاعین، کذّابین، سارقُ الحدیث، مقلّب الاخبار

متہم بالکذب، اور متہم بالوضع کی تعداد غالباً دوہزار سے بھی زائد ہے لیکن ہم نے اُن وضّاعین، کذّابین، متہم بالوضع اور متہم بالکذب کا تذکرہ کیا ہے جو تمام محدثین کے نزدیک وضّاع، کذّاب یا متہم بالکذب یا بالوضع شمار کیئے جاتے ہیں۔ دوسروں کو طوالت کے خوف کے پیش نظر ترک کر دیے رہیں۔ اب ذیل میں ان کے مراجع اور مصادر ملاحظہ فرمائیں۔ جن سے ان وضّاعین اور کذّابین کی تلخیص کی گئی ہے۔

وضّاعین اور کذّابین کے مراجع :۔

۱۔ **میزان الاعتدال** ۔ لامام الحافظ المحدث شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذھبی الدمشقی المولود سنۃ ۶۷۳ھ والمتوفی سنۃ ۷۴۸ھجریۃ

۲۔ **لسان المیزان** ۔ لامام الحافظ الحجۃ شیخ الاسلام شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی سنۃ ۸۵۲ھ رحمہ اللہ تعالے

۳۔ **تہذیب التہذیب**

۴۔ **الجرح والتعدیل** لامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابی محمد عبدالرحمان بن الامام الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التیمی الحنظلی الرازی المتوفی سنۃ سبع د

عشرین وثلثمایۃ

۵۔ التاریخ الکبیر للحافظ النقاد شیخ الاسلام جبل الحفظ وامام الدنیا ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم الجعفی البخاری المتوفی سنۃ ست وخمسین ومائتین من الہجرۃ النبویۃ

۶۔ رجال الکشی۔ لابی عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی

۷۔ المغنی وذیلہ للذہبی

۸۔ الکشف الحثیث للبرہان الحلبی

۹۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء۔ للحافظ ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ

۱۰۔ تاریخ بغداد۔ للحافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی

ان کے علاوہ اور بھی اسماء الرجال کی کئی کتب ہیں جن سے وضّاعین اور کذّابین کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اسمائے وضاعین کی فہرست اور ان کے مراجع بیان کرنے کے بعد ہم اختصاراً احادیث موضوعہ کے مراجع ذکر کرتے ہیں۔ بعد میں انشاء اللہ علمائے امّت کی مساعی اور جہود کا تذکرہ کریں گے جو انہوں نے وضّاعین کے مقابلہ میں صرف کیں۔

موضوع روایات کے مراجع

وہ کتب اور تصنیفات جن میں موضوع روایات اور جھوٹی قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں ان میں وہ مسانید اور معاجم خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں جو محدثین اور فقہاء کے ہاں متداول نہیں ہوئیں۔ اور نہ

ہی ان مسانید اور معاجم کی اسانید و متون کی تحقیق کے متعلق کوشش کی گئی۔

ذیل میں ہم چند کتب کی نشاندہی کرتے ہیں۔

(۱) کتب الخطیب البغدادی (۲) کتب ابی نعیم

(۳) کتب جوزقانی (۴) کتب ابن عساکر

(۵) کتب ابن النجار (۶) کتب الدیلمی

(۷) کتاب الکامل لابن عدی اور (۸) مسند خوارزمی۔

اگر ان مندرجہ بالا مؤلفین کی کتب کی تفصیل مطلوب ہو تو عجالہ نافعہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ ہم نے یہاں اتنی نشاندہی کر دی ہے کہ ان کتب میں موضوع روایات کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

جناب عبدالوہاب عبداللطیف صاحب تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ کے مقدمہ میں چند کتب کا ذکر کرتے ہیں جن میں موضوع روایات کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۹) کتاب الشہاب للقضاعی۔ علامہ صاغانی الدر الملتقط میں رقمطراز ہیں :۔ انہ وقع فیہ کثیر من الاحادیث الموضوعۃ)

۱۰۔ کتب الحکیم الترمذی

۱۱۔ کتب الواقدی۔ جیسے فتوح الشام۔ تفسیر ابن عباس المروی من طریق الکذابین۔ کالکلبی والسدی ومقاتل۔ کما ذکرہ السیوطی وابن تیمیہ۔

۱۲۔ نزھۃ المجالس

۱۳۔ منتخب النفائس للصفوری (فانہ مشحون بالموضوعات)

۱۴۔ بما لا اصل لہٗ من القصص والحکایات (۱۵) تنبیہ الغافلین

۱۶۔ قرۃ العیون

۱۷۔ مفرح القلب المحزون (دھما لابی اللیث السمرقندی) کما ذکرہ الذھبی

(۱۸) قصص الانبیاء للثعلبی (۱۹) درۃ الناصحین للخویری

(۲۰) بدائع الزھور (فی وقائع الدھور لابن ایاس)

۲۱۔ الروض الفائق فی المواعظ والرقائق للحریفیش

۲۲۔ وصایا الامام علی۔ کما ذکرہ الصاغانی، وغیر ذٰلک من الکتب فی المناقب وفضائل البلدان والملاحم والخواص الطبیۃ والاعمال الروحانیۃ

فتنۂ وضع حدیث اور سلف صالحؒ

عصر صحابہؓ سے لے کر جمع وتدوین حدیث کے تکمیلی دور تک کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فتنۂ وضع حدیث کی مقاومت کے سلسلہ میں سلف صالح اور ائمہ اسلام جو جہود ومساعی بروئے کار لائے اور حدیث کی نقد وتحقیق کے سلسلہ میں جو دقیق علمی قواعد انہوں نے ترتیب دیئے وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ اور یہ کہ اخبار وروایات کی جانچ پڑتال کے لئے جو اصول انہوں نے وضع کئے ہیں۔ اقوام عالم کی تاریخ میں انہیں اولیت کا شرف حاصل ہے اور اہل اسلام جس قدر اس پر اظہار فخر ومباہات کریں بجا ہے ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم

اب ہم جہابذہ امت کی ان جہود و مساعی کی قدرے تفصیل سے بحث کرتے ہیں جن کو بروئے کار لا کر انہوں نے حدیث نبوی کو وضاعین کے دجل و فریب سے بچایا اور اعداء کے دین کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

التزام اسناد

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ ایک دوسرے کو شک و شبہ کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے اسی طرح تابعین بلا توقف صحابہؓ کی روایت کردہ احادیث کو قبول کر لیتے تھے حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مختلف قسم کے فتنے کھڑے ہو گئے اور فرق و احزاب کے ظہور سے کذب بیانی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور احادیث میں اختلاط و آمیزش ہونے لگ گئی۔

اندریں حالات صحابہؓ و تابعینؒ نے حدیث کی نقل و روایت میں حزم و احتیاط سے کام لینا شروع کیا۔ اور اسناد کا التزام کیا۔ صرف اسی حدیث کو قبول کرتے جس کے رواۃ ثقہ ہوں اور ان کی عدالت قابل اعتماد ہو۔

چنانچہ امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں

لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنة فیوخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلا یوخذ حدیثھم	پہلے زمانہ میں اسناد کے متعلق نہیں پوچھا جاتا تھا۔ جب فتنوں کا ظہور ہوا تو راویوں کے متعلق سوال کیا جانے لگا۔ اہل سنت کی روایت کردہ حدیث قبول کی جاتی اور اہل بدعت کی ترک کی جاتی تھی[1]

---

[1] مقدمہ نووی شرح مسلم صہ ۱۱ ج ۱ و سنن الدارمی ص ۱۲ ج ۱

حدیث نبوی کی روایت میں اس احتیاط کا التزام صغار صحابہ رض اور کبار تابعین رح کے عہد میں شروع ہوا جبکہ فتنے پیدا ہو گئے اور لوگوں کے دلوں میں صدق وامانت کے جذبہ میں ضعف واختلال شروع ہو گیا چنانچہ امام مسلم رح مقدمہ صحیح مسلم میں مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ

بشیر عدوی رح حضرت ابن عباس کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیثیں بیان کرنے لگے مگر جب حضرت ابن عباس نے سماعِ حدیث کی طرف توجہ نہ دی تو انہوں نے متعجبانہ انداز میں پوچھا :-

یا ابنَ عباسٍ رض مالی لا اَراکَ تَسمعُ لحدیثی - احدثک عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا تَسمَعُ	اے ابن عباس رض کیا بات ہے کہ میں آپ کو آنحضور کی حدیثیں سُنا رہا ہوں اور آپ سُن نہیں رہے۔

ان کے جواب میں حضرت ابن عباس رض نے فرمایا۔

انا کنّا مرّۃً اذا سمعنا رجلاً یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابتدرتہ ابصارُنا واصغینا الیہ بآذاننا فلما رکب الناس الصعب والذلول لم ناخذ من الناسِ الا ما نعرف [۱]	ایک زمانہ وہ تھا کہ جب کوئی شخص "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہتا تو ہم ہمہ تن گوش ہو کر اس کی بات سنتے جب ہر کس وناکس حدیثیں بیان کرنے لگا تو ہم وہی روایت قبول کرنے لگے جس سے آشنا ہیں۔

---

[۱] صحیح مسلم بشرح النووی ص ۱۰ ج ۱ بحوالہ السنۃ قبل التدوین

الغرض۔ جب دورِ فتن میں روایت حدیث میں کذب بیانی سے دریغ نہ کیا جانے لگا تو صحابہؓ و تابعینؒ نے اسناد کا التزام کیا اور جب تک بواسطہ عدل حدیث نہ سُن لیتے اس پر اعتماد نہ کرتے

چنانچہ ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں۔

کنا نسمع الروایۃ بالبصرۃ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما رضینا حتی رحلنا الیہم فسمعناھا من افواھھم[1]	ہم بصرہ میں صحابہ کی روایت کردہ احادیث لوگوں سے سُنتے تو ہمیں اطمینان نہ ہوتا جب تک کہ ہم سفر کر کے مدینہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور براہِ راست ان سے وہ احادیث سُن نہ لیتے۔

امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ مجھے ربیع بن خیثمؒ نے ابوایوب انصاری سے ایک حدیث سنائی تو میں نے ربیع سے پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سُنی ہے تو اس نے جواب دیا۔ عمرو بن میمون سے اور عمرو نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور پھر آخر تک سلسلۂ اسناد کو ابوایوب تک قائم کیا۔

اس واقعہ کو بیان کر کے یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں۔

ھذا اوّل ما فتّش عن الاسناد[2] کہ میرے علم میں اسناد کے متعلق یہ پہلی تفتیش ہے

---

[1] ایضاً مقدمہ صحیح مسلم

[2] مقدمہ التمہید لابن عبدالبر

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:۔ الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء[1] (اسناد دین کا ایک لازمی جزو ہے۔ اسناد نہ ہو تو کوئی شخص جو چاہے کہتا پھرے)

تابعینؒ اور تبع تابعینؒ طلب اسناد کی ایک دوسرے کو وصیت فرماتے اور انہوں نے دیگر علوم حدیث کی طرح اس میں بھی امتیاز حاصل کر لیا چنانچہ امام ابوداؤد الطیالسی فرماتے ہیں۔ علم حدیث چار علماء کے پاس تھا۔ یعنی قتادہ۔ زہری، ابواسحاق اور اعمش،

ان میں زہری کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "کان اعلمهم بالاسناد"

اور التزام اسناد نے ایک عام عادت کی حیثیت اختیار کر لی چنانچہ هشام بن عروہ فرماتے ہیں۔ اذا حدثك رجل بحدیث فقل عمن هذا[2] (جب کوئی تجھے حدیث بیان کرے تو اس سے اسناد کا سوال کیجئے)

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اسناد میں التزام کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک عام آدمی بھی اسناد کو لازمی قرار دینے لگا۔ جیسا کہ اصمعیؒ فرماتے ہیں، کہ میں ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے پاس ایک اعرابی حدیث کے بارے پوچھ رہا تھا۔ ما تقول فی امرأۃ من الحاج حاضت قبل ان تطوف بالبیت؟

تو سفیان بن عیینہ نے جواباً فرمایا: تفعل ما یفعل الحاج غیر انها لا تطوف بالبیت۔

---

[1] صحیح مسلم بشرح النووی ص۱۲ ج ۱ [2] الجرح والتعدیل ص۳۴ ج ۱

اعرابی نے کہا۔ ھَلْ من قدوۃ۔ کوئی نمونہ؟ (کسی کا طرز عمل ایسا ہو)
ابن عیینہ نے فرمایا۔ نعم۔ عائشۃ حاضت قبل ان تطوف
بالبیت فامرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
جب ابن عیینہ نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ تو اعرابی پوچھنے لگا۔
ھل من بلاغ عنھا۔ (کیا اس کی سند بھی آپ کے پاس موجود ہے)
پھر سفیان ابن عیینہ نے پوری سند سنائی۔
حدثنی عبد الرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ بذلک[1]
اعرابی نے سند کو سن کر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا
لقد استمنت القدرۃ واحسنت البلاغ واللہ لک بالرشاد۔
ملائی فرماتے ہیں:۔
ایک اعرابی نے ایک شخص کو حدیث بغیر اسناد کے بیان کرتے ہوئے سنا
تو کہا:۔ لم ترسلھا بلا ازمۃ ولا خطم[2]
ایک عام آدمی کا اس طرح اسناد کا التزام کرنا صحابہ کرام، تابعین
اور تبع تابعین کے التزام کا نتیجہ ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگوں نے تابعینؒ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے
کہ اگر تابعین اسناد کا التزام کرتے تو پھر ان سے مراسیل منقول نہ ہوتیں
حالانکہ ان سے مراسیل ثابت ہیں۔

---

[1] الکفایہ ص ۴۰۴
[2] الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع ص ۹۴

اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ یہ اعتراض اور الزام مبنی علی الجہالت ہے۔ کیونکہ جہاں تابعین سے کوئی مرسل روایت مذکور ہے اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ تابعین کو اسناد یاد نہ ہوتی یا وہ اسناد کا التزام نہ کرتے بلکہ دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی مرسل روایت کی اسناد کے متعلق ان سے دریافت کیا جاتا تو فوراً اسناد بیان کر دیتے۔

چنانچہ ابن عبدالبرؒ امام مالک بن انسؒ سے متصل اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں :-

کُنا نجلس الی الزھری والی محمد بن المنکدر فیقول الزھری قال ابن عمر کذا وکذا

یعنی ہم زہری اور محمد بن منکدر کی مجلس میں بیٹھتے تو زہریؒ ابن عمر کی طرف حدیث منسوب کرتے ہوئے فرماتے :۔ قال ابن عمر کذا وکذا حالانکہ خود امام زہریؒ نے ابن عمرؓ سے نہیں سُنا۔ امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں۔ جب ہم دوبارہ امام زہریؒ کے پاس بیٹھتے تو ہم دریافت کرتے :۔

الذی ذکرت عن ابن عمر من اخبرك بہ ؟ قال ابنہ سالمؒ

کہ ابن عمر کی طرف جو آپ نے حدیث منسوب کی ہے اس کے بارے میں کس نے آپ کو خبر دی ؟ تو امام زہری نے فرمایا اس کے بیٹے سالم نے

۱؎ مقدمۃ التمہید لابن عبدالبرؒ

اس قسم کے شواہد بکثرت موجود ہیں جن کے پیش نظر ہم اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ تابعینؒ جن مراسیل کو پیش کرتے وہ ان کی اسناد سے پوری طرح آگاہ ہوتے تھے۔ محض اختصار کی غرض سے بعض اوقات اسناد کو ترک کر دیتے تھے اور پھر ان کو اپنے شیخ پر اعتماد کامل ہوتا جس کی بنا پر ارسال سے کام لے لیتے جیسا کہ شعبہ فرماتے ہیں:۔

کُنْتُ اُجَالِسُ قتادۃ فیذکر الشیئ فاقول کیف اسنادُہٗ ؟ فیقول المشیخۃ الذین حولہٗ اِنّ قتادۃ سند

قتادہ جب کبھی مجلس میں کوئی بات کرتے تو میں ان سے سند کے بارے میں معلوم کرتا۔ (کیف اسنادُہٗ) تو مجلس کے مشائخ فرماتے (یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں) قتادہ خود ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں[1] یعنی ان کو قتادہ کے ثقہ ہونے پر پورا اعتماد ہوتا۔

الغرض صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے اس قدر اسناد کا التزام کیا کہ بعض علماء حدیث کو بغیر اسناد کے بیان کی جاتی بیت بلا سقف و قوائم کے ساتھ تشبیہ دیتے:۔ والعلم ان فاتہ اسنادٌ مسندہٗ کالبیت لیس لہ سقف ولا طُنُبٌ[2]

۲۔ طلب حدیث کے لئے سفر

اس دور میں حدیث کے طلبہ صحابہ و تابعین اور آئمہ فن کی جانب رجوع کر کے حدیثوں کی تحقیق کرنے لگے۔ خداوند کریم نے سُنّت رسُولؐ کے تحفّظ و بقا کے لئے یہ اہتمام کیا کہ چند اکابر صحابہ کی عمر دراز ہیں

---

[1] مقدمہ الجرح والتعدیل ص ۱۶۲   [2] المحدث الفاصل ص ۲۲

برکت دی تاکہ وہ حدیثِ نبوی کا مرکز و محور قرار پائیں۔ اور لوگ ان سے مستفیض ہو سکیں۔ جب اس دور میں دروغ کو فروغ حاصل ہوا تو لوگ ان صحابہ کا رُخ کر کے احادیث کو جانچنے لگے جو احادیث و آثار وہ لوگوں سے سنتے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی حقیقت و کیفیت دریافت کرتے۔

امام مسلمؒ نے مقدمہ صحیح مسلم میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کو خط لکھ کر عرض کیا کہ مجھے چند احادیث لکھ بھیجیں۔

حضرت ابنؓ عباس نے فرمایا ابن ابی ملیکہ میرا خیر خواہ بیٹا ہے میں اسے چند باتیں لکھ بھیجوں گا۔

چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ کے فیصلے طلب کئے۔ ان میں سے چند چیزیں لکھیں اور بعض کے بارے میں فرمایا کہ یہ فیصلہ حضرت علیؓ اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ گمراہ ہو گئے ہوں۔ (یعنی یہ فیصلہ آپ نے صادر نہیں کیا بلکہ اسے جھوٹ سے آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے) [۱]

اسی مقصد کی خاطر تابعین بلکہ بعض صحابہؓ نے بھی دور دراز کے سفر برداشت کر کے معتبر راویوں سے حدیثیں سن کر روایت کیں۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری عقبہ بن عامر کی طرف مصر میں اور جابر بن عبداللہ عبداللہ بن عباس کی طرف ملک شام میں گئے تھے [۲]

---

[۱] صحیح مسلم بشرح النووی ص ۱۰ ج ۱ [۲] الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع ص ۱۶۸ و جامع بیان العلم ص ۹۳ ج ۱ و تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۴۹ تا ۱۵۰

حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں :۔
"میں صرف ایک حدیث کے لئے شب و روز چلتا رہتا تھا۔"[1]
اور ابن شہاب زہریؒ نے شام میں، عطا بن یزید اور ابن محیریز نیز ابن حیوہ کی طرف رحلت کی
ایک مرتبہ امام شعبیؒ نے ایک حدیث روایت کی پھر اپنے شاگرد سے کہا[2]
خذھا بغیر شیئٍ قد کان الرجل یرحل فیما دونھا الی المدینۃ
(بلا معاوضہ لے لو۔ ایک زمانہ تھا کہ اس سے کم درجہ حدیث کی تلاش میں ایک شخص کو مدینہ جانا پڑتا تھا)
حضرت بشر بن عبداللہ حضرمی کا قول ہے "میں صرف ایک حدیث سننے کے لئے کئی شہروں کا سفر طے کیا کرتا"[3]
یحییٰ بن کثیر مدینہ میں صحابہ کی اولاد سے ملاقات کرنے کے لئے گئے تھے
محمد بن سیرین کوفہ کی طرف عبیدہ، علقمہ اور عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کی ملاقات کے لئے گئے تھے۔ امام اوزاعیؒ یحییٰ بن ابی کثیر کی طرف یمامہ میں گئے[4]
خلاصہ مرام یہ کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حدیث کی تحقیق و تدقیق کے لئے کس قدر کوشش اور جانفشانی سے کام لیا۔

---

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۹۴ [2] جامع بیان العلم و فضلہ ص ۹۲ ج ۱ د بحوالہ صفحہ ۹۳ و ۹۴ [3] المرجع السابق

[4] المحدث الفاصل ص ۳۱

۳۔ تنقیدِ رواۃ :۔ رواۃِ حدیث پر نقد و جرح فنِ حدیث کا ایک عظیم باب ہے۔ اس کے ذریعہ علماء نے احادیثِ صحیحہ و سقیمہ کو باہم ممیز و ممتاز کیا ہے۔ محدثین نے اس ضمن میں جہود و مساعی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ فنِ حدیث کے ماہرین نے راویانِ حدیث کی چھان پھٹک کی۔ ان کی حیات ان کی سیرت اور تاریخ کا مطالعہ کیا ان کے ظاہر و باطن کا بخوبی جائزہ لیا۔ اس راہ میں نہ کسی کی ملامت کا خوف دامن گیر ہوا نہ راویوں پر نقد و جرح کرنے سے ورع و تقوے مانع ہوا۔

مشہور محدث یحییٰ بن سعید القطان سے پوچھا گیا۔

جن لوگوں سے آپ حدیث روایت نہیں کرتے۔ کیا وہ خدا کی بارگاہ میں آپ سے مزاحم نہ ہوں گے۔

موصوف نے جواب دیا۔ بارگاہِ ربانی میں ان لوگوں کا مزاحم ہونا میرے لیے اس امر سے بہتر ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے دریافت فرمائیں کہ تم نے میری احادیث کو جھوٹ کی آمیزش سے کیوں نہ بچایا؟

محدثین نے اس قسم کے قواعد و ضوابط وضع کیے کہ مقبول الروایۃ راوی کے اوصاف کیا ہوں اور کن اوصاف سے روایت مردود ہوتی ہے چنانچہ انہوں نے متروک الروایۃ راوی کے حسبِ ذیل اقسام قرار دیئے۔

۱۔ افترا پرداز اس بات پر اہلِ علم کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروغ بافی کرنے والے کی حدیث قبول نہ کی جائے نیز یہ کہ آپ پر افترا پردازی

اکبر الکبائر سے ہے۔ ایسے شخص کے کفر میں علماء مختلف الخیال ہیں۔ علماء کی ایک جماعت المفتری علی الرسول کو کافر قرار دیتی ہے۔ جب کہ دوسری جماعت کے نزدیک ایسا شخص واجب القتل ہے۔ اور اس کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں بھی علماء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ اور ابو بکر حمیدیؒ کا کہنا ہے۔ کہ ایسے شخص کی روایت ہرگز قبول نہ کی جائے خواہ وہ تائب ہی کیوں نہ ہو جائے۔ مگر امام نووی اس کی توبہ کے بعد اس کی شہادت و روایت کے قبول ہونے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔

امام سمعانی کا قول ہے۔ کہ جو شخص کسی ایک حدیث کی روایت میں دروغ گوئی کا مرتکب ہو اس کی باقی حدیثیں بھی مردود ٹھہریں گی۔ ملہ

حدیث من کذب علی الخ کے ضمن میں یہ بحث ذرا تفصیل سے گذر چکی ہے جو کہ حافظ ابن تیمیہؒ کی الصارم المسلول کا ملخص ہے۔

الغرض یہ دروغ پیشہ، اہل بدعت کذا و قہ اور فاسق لوگ متروک الروایۃ ہیں۔ اگرچہ ان گروہوں پر محدثین نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ لیکن اختصار کے پیش نظر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں رواۃ کے چند اقسام وہ ہیں جن سے روایت اخذ کرنے میں محدثین نے احتراز کیا ہے۔

(۱) وہ راوی جن کی جرح و تعدیل کے بارے میں علماء کا اختلاف ہو۔

(۲) جس سے اکثر غلطی سرزد ہوتی ہو اور وہ اپنی مرویات میں ائمہ ثقات کی مخالفت کرتا ہو

(۳) کثیر النسیان ہو۔

ملہ صحیح مسلم بشرح النووی ج۱ ص ۴

(۴) عمر کے آخری حصہ میں جس کا حافظہ خراب ہو گیا ہو۔

(۵) جس کے حفظ میں نقص ہو۔

(۶) جو بلا امتیاز قوی و ضعیف ہر قسم کے راویوں سے حدیث روایت کرتا ہو

۴۔ کذاب راویوں کی تتبع

وفن حدیث کے فتنہ کا سدّ باب کرنے کے لئے محدثین نے کذاب اور وضاع راویوں کی خوب تتبع کی ہے۔ ان کے ساتھ نہایت سختی برتی گئی ہے اور ان کو جھوٹی روایات بیان کرنے سے روکنے کی پوری کوشش کی ہے یعنی کہ بعض اوقات جھگڑے اور فساد تک نوبت پہنچی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وضاعین اپنے اس قبیح اور شنیع فعل سے رکنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلہ میں حضرت شعبہ کے کارنامے قابل قدر ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:-

لولا شعبۃُ ما عُرِفَ الحدیث بالعراقِ وکان یجیءُ الرجل فیقول لا تحدّث وإلا استعدیت علیک السلطان[1]

عبد الملک بن ابراہیم فرماتے ہیں:- رأیتُ شُعْبَۃَ مغضباً مبادراً فقلتُ مَہ یا ابا بسطام فارانی طینۃً فی یدہٖ وقال استعدی علی جعفر ابن الزبیرِ یکذبُ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[2]

یعنی میں نے شعبہ کو غصہ کی حالت میں دوڑتے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا۔ اے ابا بسطام (کنیت) ذرا ٹھہریئے۔ تو اس نے مجھے اینٹ دکھاتے ہوئے کہا کہ میں ابن زبیر کو روکنا چاہتا ہوں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء [illegible]

بنا (۲) الجامع لاخلاق الراوی ص [illegible]

کا ارتکاب کرتا ہے۔

اندازہ فرمایئے۔ کسقدر صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے حدیث کی حفاظت کے لیے کذابین کی تتبع اور ان سے مقابلہ کرنے میں کوششیں کیں۔

سفیان ثوری کی کوششیں بھی اس سلسلہ کی اہم کڑی ہیں ان کے متعلق، منقول ہے۔ کہ وہ کذابین پر انتہائی سختی کرتے۔ ان کے عیوب ظاہر کرنے میں سختی اور کاہلی سے کام نہیں لیتے تھے

ابن ابی غنیہ فرماتے ہیں۔

ما رایتُ رجلاً اَصْفَق وجهاً فی ذاتِ اللّٰہِ من سفیان الثوری [1]

بعض محدثین ایسے بھی تھے جو قطعی طور پر کذابین کے کذب اور جھوٹ کو، برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ جسکی وجہ سے ان کو قتل کی دھمکی دیتے چنانچہ امام مسلمؒ نے صحیح سند کے ساتھ حمزہ زیات سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ مرۃ الھمدانی نے حارث اعور سے کچھ کذب بیانی اور جھوٹی بات سنی تو اسے کہنے لگے:

(اقعد بالباب) یہاں دروازے کے پاس بیٹھیے۔) مرۃ اندر داخل ہوئے تاکہ تلوار سے اس کی گردن اڑا دیں لیکن اعور کذاب خطرہ محسوس کرکے وہاں سے بھاگ گیا۔ [2]

اس سختی اور جرأت مندی کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ کذاب کذب بیانی اور دروغ گوئی سے باز آنے لگے۔ حتیٰ کہ سفیان ثوری کے زمانہ میں لوگ کذب اور جھوٹ پر جرأت نہیں کرتے تھے۔

---

[1] الکامل لابن عدی ۔ صہ ۲ ۔ جلد ۱ ، [2] صحیح مسلم بشرح نووی صہ ۹۹ جلد ۱)

لانّہ کان شدیدًا علی الکذابین یکشف عنھم ویبین عوارھم

یعنی سفیان بے باکی اور جرأت مندی سے کام لیتے ہوئے کذابوں اور دجالوں کے عیوب لوگوں کے سامنے بیان کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے متعلق قتیبہ بن سعیدؒ فرماتے ہیں۔

لولا سفیان الثوری لمات الورع ۔ [1]

اللہ تعالیٰ ان علمائے سلف کو اپنی بے شمار نعمتوں اور رحمتوں سے نوازے جنہوں نے اس قدر جان فشانی سے کام کیا۔

موضوع حدیث اور اسکے علامات

جس طرح علماء نے حدیث صحیح وحسن وضعیف کے مابین فرق وامتیاز کرنے کے لیے قواعد مقرر کیے ہیں اسی طرح احادیث موضوعہ کی جانچ پرکھ کے لیے بھی انہوں نے اصول وضوابط مقرر کیے اور ایسے علامات مقرر کیے ہیں جن سے کسی حدیث کا موضوع ہونا پہچانا جا سکتا ہے۔ ہم قبل ازیں وضاعین کے اصناف واقسام اور وضع حدیث کے اسباب و وجوہ بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم ان علامات سے بحث کرتے ہیں جن سے موضوع حدیث کی معرفت ہو سکتی ہے۔ علماء نے روایت و درایت کے اعتبار سے ان علامات کو دو انواع پر تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ جن کا تعلق راویت واسناد سے ہے اور دوسری وہ جن کا تعلق متن سے ہے۔

سند میں وضع کی علامات

یوں تو ایسی علامات بہت ہیں مگر ہم اہم علامات بیان کریں گے۔

---

[1] الکامل لابن عدی صـ۲ جلد ۲۔

(نمبر۱) :۔ راوی کذاب اور معروف بالکذب ہو اس کے علاوہ کوئی دوسرا راوی اس حدیث کو بیان نہ کرتا ہو۔

علمائے حدیث نے جھوٹے راویوں کی جانچ پڑتال اور تاریخ بیان کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انہوں نے جھوٹے راویوں کی ایک ایک روایت کا کھوج لگایا ہے کہ کوئی کذاب راوی ان کی گرفت سے بچ نہیں سکا۔

(نمبر۲) :۔ موضوع حدیث کی ایک علامت یہ بھی ہے۔ کہ واضع خود اپنے جرم کا اعتراف کرے۔ جس طرح ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے قرآنی سورتوں کے فضائل سے متعلق حدیثیں وضع کرنے کا خود ہی اعتراف کر دیا تھا۔ اسی طرح عبدالکریم بن ابی العوجاء نے بھی اقرار کیا تھا۔ کہ اس نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے ضمن میں چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں۔ [1]

(نمبر۳) :۔ موضوع حدیث کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ راوی ایسے شیخ سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ہی ثابت نہ ہو۔ یا اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہو۔ یا جس مقام پر سماع کا دعوے کرتا ہو وہاں سرے سے گیا ہی نہ ہو۔ چند امثلہ سے ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

(الف) :۔ جب مامون بن احمد ہروی نے دعوے کیا کہ اس نے ہشام بن عمار سے حدیثیں سنی ہیں تو محدث ابن حبان نے دریافت کیا۔ آپ ملک شام کب گئے تھے؟

مامون نے کہا، ۲۵۰ھ میں۔ ابن حبان نے کہا۔ جس ہشام سے تم روایت کا دعوے کرتے ہو وہ تو ۲۴۵ھ میں فوت ہو گیا تھا۔

---

[1] تحمل الاخبار ص۲۸

ب - عبداللہ بن اسحاق کرمانی نے جب محمد بن ابی یعقوب سے حدیثیں روایت کرنے کا دعوٰے کیا۔ تو اس سے کہا گیا کہ محمد بن ابی یعقوب تو تمہاری پیدائش سے نو سال پہلے فوت ہو گیا تھا۔

(ج) - جب محمد بن حاتم نے عبد بن حمید سے حدیث روایت کی۔ تو مشہور محدث حاکم ابو عبداللہ نے کہا۔ محمد بن حاتم نے عبد بن حمید کی وفات کے تیرہ سال بعد اس سے حدیث سنی تھی؟

(د) مقدمہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ کہ معلیٰ بن عرفان نے کہا۔ ہمیں ابو وائل نے بتلایا کہ جنگ صفین میں عبداللہ بن مسعود ہمارے سامنے آئے۔ یہ سن کر معلیٰ کے شاگرد نعیل بن دکین نے کہا۔ تو پھر ابن مسعودؓ دوبارہ زندہ ہو کر آئے ہوں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، باختلاف روایات ۳۲ھ یا ۳۳ھ ہجری میں حضرت عثمانؓ کا عہد خلافت ختم ہونے سے تین سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ایسے امور کا دارو مدار و انحصار راویوں کی تاریخ ولادت و وفات ان کی رحلت و اقامت اور ان کے شیوخ کے کوائف و احوال کے جاننے پر ہے۔

بنا بریں ائمہ نے۔ طبقات الرجال پر کتابیں تالیف کی ہیں۔

قاضی حفص بن غیاث فرماتے ہیں۔

جب تم حدیث کے کسی راوی پر دروغ گوئی کا الزام عائد کرو۔ تو اس کی اور اس کے شیخ کی عمر کا محاسبہ کر لو۔

سفیان ثوری کا قول ہے۔

جب راویوں نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے تاریخ سے فائدہ اٹھایا

نمبر۲: بعض اوقات راوی کے حالات اور اس کے نفسانی حرکات سے بھی وضع حدیث کا پتہ چل جاتا ہے۔ مثلاً امام حاکم نے سیف بن عمر تمیمی سے روایت کیا ہے۔ کہ ہم سعد بن طریف کے پاس بیٹھے تھے۔ اس کا بیٹا مکتب سے روتا ہوا آیا۔ سعد نے رونے کی وجہ پوچھی لڑکے نے کہا کہ مجھے استاد نے پیٹا ہے۔ سعد نے کہا۔ آج میں ان کو ذلیل کر کے رکھ دوں گا۔ اس وقت یہ حدیث بیان کرنے لگا۔

مجھے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تمہارے بچوں کے استاد تم میں سب سے زیادہ شریر ہیں وہ یتیموں پر بہت کم رحم کرنے والے اور مسکینوں پر بہت زیادہ سختی کرنے والے ہیں۔ اسی طرح محمد بن حجاج نخعی دلیا فروش تھے تو انہوں نے اس کی فضیلت میں ایک حدیث وضع کر لی۔

الھریسۃ تشد الظھر کہ دلیا مقوی باہ ہے۔

متن میں وضع کی علامات

وضع فی المتن کے علامات و آثار بہت ہیں مگر ہم ان میں سے اہم ذکر کریں گے۔

نمبر۱: رکاکت فی لفظ: بعض اوقات موضوع حدیث ایسے رکیک الفاظ

پر مشتمل ہوتی ہے کہ عربی زبان و ادب کا دقیقہ شناس فوراً بھانپ جاتا ہے کہ ایسے الفاظ ایک فصیح و بلیغ شخص سے صادر نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ سید الفصحاء صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے کلمات کا صدور ہو۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ علامت اس حدیث میں متصور ہو سکتی ہے جس میں اس امر کی صراحت کر دی گئی ہو کہ یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہیں۔

امام ابن دقیق العید فرماتے ہیں :-

"بعض اوقات حدیث کے الفاظ کے پیش نظر ہی اس کے موضوع ہونے کا فیصلہ صادر کیا جا سکتا ہے"۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت ممارست کی بناء پر محدثین میں ایک ایسا قوی ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی اساس پر وہ فوراً پہچان لیتے ہیں کہ حدیث میں وارد شدہ الفاظ آنحضور کے نہیں ہو سکتے۔ امام بلقینی اس کی تائید میں فرماتے ہیں

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر عرصہ دراز تک ایک شخص کسی کی خدمت کرتا رہے اور اس کی پسند و ناپسند سے آگاہ ہو اور ایک شخص دعویٰ کرے کہ وہ فلاں چیز کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چیز اس کو پسند تھی تو وہ فوراً اس کی تردید کر دے گا۔

(۲) فساد معنی :- فساد معنی سے مراد یہ ہے کہ وہ حدیث عقلی

بدیہیات کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کا کوئی امکان نہ ہو مثلاً
حضرت نوح کی کشتی نے سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کیا
اور مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعت نماز ادا کی۔
۲۔ عقل و اخلاق کے قواعد عامہ کے منافی ہو۔ مثلاً
ترکوں کا ظلم بھی بہتر ہے اور عربوں کا عدل بھی برا ہے
۳۔ جو حدیث شہوت و فساد کی موجب ہو۔ مثلاً
خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھنے سے نظر تیز ہو جاتی ہے
۴۔ حس و مشاہدہ کے خلاف ہو۔ جیسے
سنہ ۱۰۰ ہجری کے بعد کوئی بچہ ایسا پیدا نہ ہوگا جو خدا کو مطلوب ہو
۵۔ طب کے متفق علیہ قواعد کے خلاف ہو۔ مثلاً
بینگن ہر مرض سے شفا ہے
۶۔ جو حدیث خداوند تعالیٰ کی تقدیس و تنزیہ کے خلاف ہو جیسے
اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو پیدا کر کے بھگایا تو اسے پسینہ
آگیا۔ پھر اپنی ذات کو اس سے پیدا کیا۔
۷۔ جو حدیث تاریخی حقائق یا سنت اللہ کے مخالف ہو مثلاً
عوج بن عنق کا قد و قامت تین ہزار گز تھا جب نوح علیہ السلام
نے اسے طوفان سے ڈرایا تو اس نے کہا۔ مجھے اس اپنے پیالہ
(کشتی نوح) میں سوار کرلو۔ طوفان نوح اس کے ٹخنوں تک
پہنچا تھا وہ سمندر میں ہاتھ ڈال کر مچھلیاں پکڑ لیتا اور

سورج کی گرمی میں بھون کر کھا لیتا۔

پھر یہ حدیث بھی اسی قبیل سے ہے کہ "رتن ہندی" نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا اور وہ چھ سو سال تک بقید حیات رہا

۸۔ جو حدیث ایسی لغو باتوں پر مشتمل ہو جن سے عقلاً کا دامن پاک ہوتا ہے مثلاً:

"سفید مرغ میرا دوست اور میرے محبوب جبریل کا دوست ہے"

تیز یہ حدیث۔

"دم بریدہ کبوتر پالا کرو۔ یہ تمہارے بچوں سے جنات کو دور کرتے ہیں۔

۹۔ عقل جس بات کو بداہتہً رد کرتی ہو۔ وہ باطل اور مردود ہے امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں

" قائل کا یہ قول کس قدر پسندیدہ ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ وہ خلاف عقل ہے یا اصل و نقل سے ٹکراتی ہے تو جان لو کہ وہ موضوع ہے۔

المحصول میں ہے۔

جس حدیث سے باطل کا وہم پڑتا ہو اور اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو وہ جھوٹی ہے یا اس حدیث سے وہم کو زائل کرنے والا حصہ ساقط ہو گیا ہے۔

۳۔ صریح قرآن کے خلاف ہو: جو حدیث نص قرآنی کے خلاف ہو اور قابل تاویل نہ ہو وہ موضوع ہے مثلاً یہ حدیث
ولد الحرام سات پشتوں تک جنت میں نہیں جائے گا۔
یہ حدیث آیت قرآنی لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) کے خلاف اور تورات سے ماخوذ ہے۔
۴۔ اسی طرح جو حدیث صریح سنت متواترہ کے خلاف ہو مثلاً "جب میری طرف سے تمہیں کوئی حدیث سنائی جائے تو لے لو۔ خواہ میں نے وہ بیان کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہ موضوع حدیث ہے۔ کیونکہ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار سے متعارض ہے اور یہ متواتر ہے۔ کما مر۔
۳۔ وہ حدیث جو قرآن و سنت سے ماخوذ قواعد عامہ کے خلاف ہو جیسے
"جس کے یہاں بچہ تولد ہوا اور اس نے اس کا نام محمد رکھا تو والد و مولود دونوں جنت میں جائیں گے۔
نیز یہ حدیث
"میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا۔ اس کو دوزخ میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔"

مذکورہ صدر دونوں حدیثیں کتاب وسنت کے اس قطعی وحتمی قاعدہ کے خلاف ہیں۔ کہ فلاح و نجات کا مدار اعمال صالحہ پر ہے۔ اسماء والقاب پر نہیں۔

۳۔ جو حدیث اجماع کے خلاف ہو وہ بھی موضوع ہے مثلاً" قضائے عمری سے متعلق مندرجہ حدیث۔

وہ جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں چند فرض نمازیں قضائے پڑھ لیں تو اس سے اس کی ستر سالوں کی فوت شدہ نمازوں کی تلافی ہو جائے گی۔

یہ موضوع حدیث اس اجماعی مسئلہ کے خلاف ہے کہ کوئی عبادت فوت شدہ فرائض کی قائم مقام نہیں ہو سکتی

۴۔ جو حدیث عہد رسالت کے معروف تاریخی حقائق کے مخالف ہو"

جو حدیث عہد رسالت کے معروف تاریخی حقائق سے متصادم ہو۔ وہ موضوع ہے۔ مثلاً یہ حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنا پر اہل خیبر پہ جذیہ عائد کیا۔ اور ان سے ٹیکس معاف کر دیا۔

حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ غزوہ خیبر کے سال سنہ ہجری

کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ حجاب کے حکم پر مشتمل آیت غزوہ تبوک والے سال ۹ھ کو نازل ہوئی

مزید برآں۔ حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خیبر سے قبل ۵ھ غزوہ خندق میں فوت ہو گئے تھے۔ اور حضرت معاویہ رضی فتح مکہ کے موقعہ پر ۸ھ میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔
بنا بریں تاریخی حقائق ببانگ دہل اس حدیث کی تردید کرتے اور اس کے موضوع ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔
حضرت انسؓ سے مروی و منقول حدیث کو بھی اس کی مثال میں پیش کر سکتے ہیں۔

"حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں حمام میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ چادر اوڑھے وہاں بیٹھے ہیں۔ میں نے بات چیت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اے انس، میں نے چادر کے بغیر حمام میں داخل ہونے سے اسی لئے منع کیا ہے۔"
حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضور سرے سے حمام میں داخل ہی نہیں ہوتے۔
اس لئے کہ عہد رسالت میں حجاز میں حمام میں نہانے کا رواج نہ تھا

حدیث کا راوی کے مسلک سے مطابق ہونا جب راوی ہی بیان کرے

حدیث اس کے مسلک و مذہب سے ہم آہنگ ہو اور وہ اپنے مسلک میں غلو کی حد تک تعصب رکھتا ہو، تو اس کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا

مثلاً کوئی رافضی راوی اہل بیت کے فضائل میں حدیث روایت کرے یا راوی مثلاً "فرقہ مرجیہ" سے تعلق رکھتا ہو اور اپنے مسلک کی حمایت میں حدیث روایت کرے تو اسے تسلیم نہیں کریں گے

مثلاً حبہ بن جوین روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ فرماتے تھے۔ میں نے رسول اللہ کی رفاقت میں باقی لوگوں سے پانچ یا سات سال پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی محدث ابن حبان فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا راوی ناقابلِ اعتماد اور بڑا غالی شیعہ تھا۔

۴ کسی مشہور واقعہ کو صرف ایک راوی کا روایت کرنا

جب حدیث کسی ایسے واقعہ پر مشتمل ہو جو بہت سے لوگوں کے سامنے وقوع پذیر ہوا ہو اور مصلحت عامہ اس امر کی متقاضی ہو کہ بکثرت لوگ اسے نقل و روایت کرتے مگر راوی صرف ایک ہی راوی اسے روایت کرے تو ایسی حدیث ناقابل اعتماد ہو گی۔ اسی اصول کے پیش نظر علماء نے حدیث "غدیر خم"

کو جھوٹی اور موضوع قرار دیا ہے۔

علماء کی رائے میں اس حدیث کے موضوع ہونے کی علامت یہ ہے۔ کہ بقول شیعہ "غدیر خم" کا واقعہ صحابہؓ کی ایک کثیر جماعت کی موجودگی میں پیش آیا۔ پھر ہوا یہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتخاب کے وقت سب صحابہ اس کے چھپانے پر متفق ہو گئے۔ اور کسی نے بھی اس کا اظہار نہ کیا۔

حالانکہ یہ بات عادۃً بعید و مستحیل ہے۔

روافض کا جمہور اہلِ اسلام کے خلاف اس حدیث کی نقل و روایت میں منفرد ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت شیعہ کی ساختہ ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

حضرت علیؓ کی خلافت سے متعلق شیعہ جو نص بیان کرتے ہیں وہ بھی اسی قبیل سے ہے ہم مختلف طریقوں سے جانتے ہیں کہ یہ روایت جھوٹی ہے۔ اس نص کو کسی ایک راوی نے بھی بسند صحیح نقل نہیں کیا اس کا متواتر ہونا تو بڑی بات ہے۔ یہ بھی منقول نہیں کہ کسی راوی نے رازداری کے طور پر ہی اس کو نقل و روایت کیا ہو۔ حالانکہ خلافت کے بارے میں بڑے بڑے جھگڑے پیدا ہوئے۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا مسئلہ متنازع فیہا رہا۔ حضرت عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد یہ مسئلہ چھڑ

اشخاص پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ کے سپرد کیا گیا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگ حضرت علیؓ کو خلیفہ منتخب کرنے کے سلسلہ میں بھی اختلافات کا اظہار کرنے لگے۔ ظاہر ہے کہ بقول شیعہ اگر حضرت علی کی خلافت سے متعلق کوئی جلی اور قاطع نص موجود ہوتی اور اہلِ اسلام کو اس کا علم بھی ہوتا۔ تو یہ ایک لازمی بات ہے کہ لوگ اس کو نقل و روایت کرتے۔ خصوصاً ایسے مواقع پر جب کہ لوگ ایسی روایات کو بڑے ذوق و شوق سے بیان کیا کرتے ہیں۔ جب صحابہ نے ایسے آڑے وقت پر یہ روایت بیان نہیں کی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ روایت سرے سے درست نہیں۔ بلکہ شیعہ کی من گھڑت ہے۔[1]

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں۔

شیعہ خلافتِ علیؓ سے متعلق جس نص کا دعوےٰ کرتے ہیں وہ ہمیں کہیں نہیں ملی۔

البتہ ایک ضعیف روایت ہے جس کو ایک مجہول راوی دوسرے مجہول راوی ابو الحمراء نامی سے روایت کرتا ہے ہمیں معلوم نہیں ابو الحمراء کس مخلوق سے تعلق رکھتا ہے

مشہور شیعہ عالم ابن ابی الحدید رقمطراز ہے۔

---

[1] منہاج السنۃ ص ۱۱۸ ج ۴

معلوم ہونا چاہیئے کہ خلافت علیؓ کے بارے میں بکثرت اخبار و آثار پائے جاتے ہیں جو شخص عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان میں غور و فکر کرتا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس ضمن میں ایک بھی صریح اور قطعی نص موجود نہیں جو شک و شبہ سے بالاتر ہو اور جس میں کسی دوسرے احتمال کی گنجائش نہ ہو جیسا کہ شیعہ کا دعوے ہے شیعہ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ نبی کریمؐ نے بطریق عموم نہیں بلکہ وانشگاف جلی اور صریح الفاظ میں حضرت علیؓ کی خلافت و امارت کی اطلاع دی اور مسلمانوں کو مامور فرمایا تھا کہ آپ کو سلام خلافت کریں۔

چنانچہ سب صحابہ نے تعمیل ارشاد کردی۔ سرور کائناتؐ نے متعدد دفعہ صریح الفاظ میں فرمایا تھا کہ علی میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ آپ نے حضرت علیؓ کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ ایک منصف مزاج شخص جب ان واقعات پر غور کرتا ہے جو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد پیش آئے تو اسے قطعی طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ ایسی کوئی نص سرے سے موجود ہی نہیں۔

۷ جو حدیث مبالغہ آمیز جزا و سزا پر مشتمل ہو۔ جب کوئی حدیث معمولی

کام کے صلہ میں مبالغہ آمیز اجر و ثواب پر مشتمل ہو یا اس میں معمولی کام کا مرتکب ہونے پر شدید وعید کی دھمکی دی گئی ہو۔ تو ایسی حدیث موضوع ہوتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا کرنے اور ان کو جنت و ثواب سے ہمکنار کرنے کے لئے قصہ گو اور واعظ اکثر ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً یہ حدیث :-

جس نے چاشت کی نماز کی اتنی اتنی رکعتیں پڑھیں تو اسے ستر نبیوں جتنا ثواب ملے گا۔

نیز یہ حدیث :-

جو شخص "لا الہ الا اللہ" پڑھتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ ہر زبان سے ستر ہزار بولیاں بولتا ہے جن سے وہ اس کے لئے بخشش طلب کرتا ہے۔ یہ ہیں وہ اساسی و اصولی قواعد و ضوابط جو محدثین نے حدیث کی چھان پھٹک کے لئے وضع کئے ہیں اس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے صرف اسناد ہی کو ہدف نقد و جرح نہیں بنایا بلکہ متن کی جانچ پڑتال کی جانب بھی توجہ دی ہے۔

اس لئے مستشرقین اور ان کے کاسہ لیس نام نہاد

محققین کا یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ محدثین نے متن حدیث کی جانچ پڑتال کے لیے کوئی کوشش نہیں کی۔

علما کی مساعی کے ثمرات و نتائج

علماء کی ان بے پناہ مساعی کے نتیجہ میں

جن کا ذکر ہم نے مختصراً کیا ہے۔ شریعت کو استقامت حاصل ہوئی اور حدیث نبوی کے ستون مضبوط ہو گئے اہل اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے لازوال خزانہ کو پاکر سکون آشنا ہوتے۔ حدیث نبوی کے دامن کو اختلاط و آمیزش سے پاک و صاف کیا۔ حدیث صحیح و حسن و ضعیف کے مابین فرق و امتیاز قائم ہوا اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنی شریعت کو بازیچۂ فساد اور سازش کی آماجگاہ بننے سے بچا لیا۔ زنادقہ اور شعوبیہ اپنے عزائم قبیحہ میں خائب و خاسر ہوتے اور اہل اسلام ان مبارک و مسعود جہود و مساعی کے ثمرات و نتائج سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ان مساعی کے اہم نتائج حسب ذیل ہیں

۱۔ تدوین حدیث - ۲۔ علم مصطلح الحدیث - ۳۔ علم الجرح والتعدیل - ۴۔ علوم الحدیث - ۵۔ احادیث موضوعہ

پر مشتمل کتب۔

مندرجہ بالا علوم اپنے اندر متعدد علوم اور فنون کو لیتے ہوئے ہیں جو مستقل طور پر آج ہمارے سامنے کتابی شکل میں موجود ہیں علمائے سلف کی مساعی اور جہود کے اہم نتائج جو ہم نے ذکر کئے ہیں یہ مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ اگر خدا نے توفیق دی تو ان پر بھی ہم اپنی مساعی کو منظر عام پر لائیں گے۔

بلکہ ان میں سے صحاح ستہ اور کتابت حدیث تا عہد تابعین دو مقالے طبع ہو چکے ہیں۔ اب ہم اختصاراً ان کتب کا تذکرہ کریں گے جن میں محدثین نے تمام موضوعات کا اپنی بساط کے مطابق احاطہ کیا ہے تاکہ مقالہ تکمیلی پہلو سے محروم نہ رہ جائے

احادیثِ موضوعہ پر مشتمل کتب،

جب حدیث نبوی میں دروغ گوئی کا ظہور و شیوع ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء پردازی کرنے والوں کی چھان پھٹک کی جانے لگی تو علمائے سلف نے علانیہ مجالس میں ان کے تذکرے شروع کر دیتے اور واشگاف الفاظ میں "فلان کذاب" وغیرہ کلمات جرح استعمال کیئے اور کہا کہ زنادقہ اور قدریہ سے روایت نہ لی جائے

محدثین کے زمانہ میں جو لوگ دروغ گوئی میں رسوائے زمانہ تھے۔ ان میں سے اکثر کا ہم نے فہرست کی شکل میں ماقبل ذکر کر دیا ہے۔ امید ہے کہ حدیث سے لگاؤ رکھنے والے علماء اور طلباء کے لیئے نفع مند ثابت ہوگا۔

اس کے بعد محدثین نے احادیث موضوعہ پر مشتمل جداگانہ کتب تصنیف کیں تاکہ عوام ان کے دام فریب میں نہ آسکیں اس ضمن میں مشہور ترین تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **کتاب الموضوعات** یہ حافظ ابوالفرج ابن الجوزی م ۵۹۷ھ کی مشہور ترین تصنیف ہے جو حال ہی میں تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ جس میں انہوں نے بعض احادیث کو تو موضوع کہا ہے اور بعض میں لایصح پر اکتفا کیا ہے۔

اس بارہ میں حافظ ابن الجوزی کا تشدد مشہور ہے کہ انہوں نے ایسی احادیث کو بھی موضوع کہہ دیا ہے جو دراصل صحیح یا حسن ہیں۔ غرضیکہ جن احادیث کو موضوع قرار دیا گیا ہے وہ تمام ابن الجوزی نے اس کتاب میں جمع کر دی ہیں خواہ وہ کتب صحاح میں ہی مندرج کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ صاحب السنۃ ومکانتہا نے ان صحیح احادیث کی تعداد کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے ذکر کیا ہے جن کو ابن الجوزی نے موضوع قرار دیا ہے۔

بقول ابن الجوزی ۱۔ صحیح مسلم میں دو حدیثیں موضوع ہیں
۲۔ بخاری میں ایک موضوع حدیث موجود ہے۔
۳۔ مسند احمد میں ۳۸ موضوع احادیث ہیں
۴۔ سنن ابی داؤد میں ۹ اور جامع ترمذی میں ۳۰
۵۔ سنن نسائی میں ۱۰ ، ۶) سنن ابن ماجہ میں ۳۸
۷۔ مستدرک حاکم میں ۶۰ اسی طرح دیگر کتب حدیث میں
حافظ ابن حجرؒ نے القول المسدد میں مسند احمد کا عدم وضاع
کیا ہے علامہ ابن الجوزی کی ذکر کردہ اکثر موضوعات کو برقرار رکھا
اور بہت کم احادیث میں ان کی مخالفت کی خصوصاً انہوں نے بخاری
مسلم اور مسند احمد میں مندرج احادیث کے موضوع ہونے کی سختی
سے تردید کی۔

(۲) المغنی عن الحفظ والکتاب :- یہ کتاب ابو حفص عمر بن بدر موصلی متوفی ۶۲۲ھ کی تصنیف
ہے اس کتاب میں صرف ان ابواب کا ذکر کیا گیا ہے جن سے متعلق
کوئی صحیح حدیث روایت نہیں کی گئی۔

(۳) الدر الملتقط فی تبیین الغلط :- یہ کتاب علامہ رضی الدین ابو الفضل حسن بن محمد
بن حسین متوفی ۶۵۰ھ کی تصنیف ہے علماء نے اس کتاب کو بھی
ہدفِ تنقید بنایا ہے۔

(۴)۔ تذکرۃ الموضوعات: یہ حافظ ابن طاہر مقدسی کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اس میں وہ تمام حدیثیں جمع کر دی ہیں جن کو کذاب، مجروح ضعیف اور متروک راویوں نے روایت کیا ہے۔

(۵) اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ: یہ حافظ سیوطی کی تصنیف ہے یہ کتاب ابن الجوزی کی کتاب کی تلخیص پر مشتمل ہے ابن الجوزی نے جن احادیث کو موضوع قرار دیا تھا۔ علامہ سیوطی رح نے ان میں سے بعض پر شدید تنقید کی ہے۔ علامہ سیوطی رح نے اس کتاب کا ضمیمہ بھی مرتب کیا تھا جس میں ان موضوعات کو جمع کیا ہے جن کو ابن الجوزی اپنی کتاب میں شامل نہ کر سکے۔

(۶) تذکرۃ الموضوعات: محمد بن طاہر بن علی الفتنی (فتنی یعنی پٹن ساحلی علاقہ گجرات کے رہنے والے تھے) متوفی ۹۸۶ ہجری
اس کتاب کے ساتھ ایک رسالہ بھی شامل کیا گیا ہے جس میں وضاع اور ضعیف راویوں کا ذکر حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے۔

(۷) موضوعات ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ

(۸) الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ:۔
للامام الشوکانی متوفی سنہ ۱۲۵۰ھ

(۹) رسالہ از امام صنعانی:۔ اس رسالہ میں موصوف نے وہ تمام احادیث جمع کر دی ہیں جو ان کے عصر و عہد میں واعظ اور قصہ گو عام طور سے بیان کیا کرتے تھے۔ اس کے آخر میں مشہور ترین اور متروک راویوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے

(۱۰) اللولو المرصوع فی ما لا اصل لہ او باصلہ موضوع

یہ کتاب شیخ محمد بن ابی المحاسن ازھری کی تصنیف ہے آپ طرابلس میں پیدا ہوئے اور مصر میں سنہ ۱۳۰۵ھ وفات پائی یہ کتاب اور امام صنعانی کا سابق الذکر رسالہ مصر میں دونوں یکجا طبع ہوتے ہیں۔

۱۱۔ کتاب الاباطیل:۔ حافظ ابو عبداللہ حسین بن ابراہیم الجوزقانی متوفی سنہ ۵۴۳ھ نے اسے مرتب کیا ہے حافظ ذہبی نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

ھو محتو علی احادیث موضوعۃ و واھیۃ۔ ۱؎

۱؎ تذکرۃ الحفاظ

۱۲۔ الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ

یہ ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی کی تصنیف ہے جس میں اکثر نماز سے متعلق موضوع روایات جمع کی گئی ہیں

۱۳۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ

محدث ابوالحسن علی بن محمد بن عراق کنانی المتوفی سنہ ۹۶۳ھ کا موضوعات حدیث پر نہایت مبسوط اور جامع کتاب ہے یہ ابن جوزی کی کتاب الموضوعات، سیوطی کی اللآلی المصنوعہ ذیل اللآلی اور نکت البدیعات وغیرہ کی نہایت کامیاب تلخیص ہی نہیں بلکہ اس پر ابن عراق نے جا بجا استدراکات اور اضافے بھی کئے ہیں۔ نیز ابتداء میں نہایت مفید مقدمہ ہے جس میں موضوع حدیث کی تعریف، وضع حدیث کے اسباب اور واضعین حدیث کے اقسام سے بحث کی ہے اور پھر واضعین حدیث کے ناموں کی فہرست دی ہے

۱۴۔ الاحادیث الموضوعۃ التی یرویہا القصاص والعامۃ

یہ عبدالسلام بن عبداللہ (ابن تیمیہؒ) حرانی متوفی سنہ ۶۵۲ھ کا ایک رسالہ ہے یہ عبدالسلام امام احمد کا دادا ہے۔ مولف نے

اور بھی دو کتابچے لکھے ہیں جن میں ابن جوزی کی طرح تشدد سے کام لیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی اس موضوع پر متعدد تصنیفات اور مولفات ہیں لیکن ہم طوالت کے پیشِ نظر یہاں ان کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ حقیقت میں (جن کتب کا تذکرہ ہم نے کیا ہے) موضوع احادیث کے متعلق بنیادی حیثیت رکھتی ہیں جن میں تقریباً تمام موضوعات کا ذخیرہ مل جاتا ہے۔)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مصادر و مراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب
۱	توضیح الافکار
۲	مقدمہ ابن الصلاح
۳	نووی شرح صحیح مسلم
۴-	فتح المغیث
۵	تدریب الراوی
۶	موضوعات ملا علی قاری
۷-	الصارم المسلول
۸-	تنقیح الانظار
۹-	قواعد التحدیث
۱۰-	تنزیہ الشریعۃ
۱۱-	موضوعات ابن الجوزی
۱۲-	تاریخ اسلام ڈاکٹر حسن ابراہیم
۱۳-	تبصیر فی الدین
۱۴	فجر الاسلام
۱۵	اللآلی المصنوعہ
۱۶-	المنتقی من منہاج الاعتدال
۱۷-	علوم الحدیث و مصطلحہ
۱۸-	منہاج السنۃ
۱۹-	الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع
۲۰-	الجرح والتعدیل
۲۱-	الباعث الحثیث
۲۲-	الکفایہ
۲۳-	تاریخ ابن عساکر
۲۴-	السنۃ و مکانتہا
۲۵-	ضحی الاسلام
۲۶-	طبقات ابن سعد

۲۷ الفوائد المجموعہ
۲۸۔ شرح نہج البلاغۃ
۲۹۔ الفرق بین الفرق
۳۰۔ المدخل للحاکم
۳۱۔ السنۃ قبل التدوین
۳۲۔ تذکرۃ الموضوعات
از محمد طاھر پٹنی
۳۳۔ عون المعبود
۳۴۔ الکامل للمبرد
۳۵۔ مقدمۃ التمہید لابن عبد البر
۳۶۔ قبول الاخبار
۳۷۔ تاویل مختلف الحدیث
۳۸۔ تمییز المرفوع من الموضوع
۳۹۔ تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص
۴۰۔ میزان الاعتدال
۴۱۔ المحدث الفاصل
۴۲۔ لسان المیزان
۴۳۔ تہذیب التہذیب
۴۴۔ التاریخ الکبیر
۴۵۔ رجال الکشی
۴۶۔ المغنی وذیلہ
۴۷۔ الکشف الحثیث
۴۸۔ حلیۃ الاولیاء
۴۹۔ تاریخ بغداد
۵۰۔ سنن الدارمی
۵۱۔ جامع بیان العلم وفضلہ
۵۲۔ الکامل لابن عدی
۵۳ تذکرۃ الحفاظ

ادارہ علومِ اثریہ

کی

دوسری پیش کش

کتابتِ حدیث تا عہدِ تابعین

آجکل کے مستشرق مفکرین اور ان کے خوشہ چین منکرینِ حدیث کی طرف سے سرمایۂ حدیث کو مشکوک قرار دینے کے سلسلہ میں ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حدیث کی کتابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تین صدی بعد شروع ہوئی لہٰذا یہ ناقابلِ اعتماد ہے ــ اس کتاب میں ان کے اس اعتراض کا تسلی بخش بلکہ مسکت جواب دیا گیا ہے اور بیشمار امہاتِ کتب سے لاتعداد ناقابل تردید دلائل کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے کہ کتابتِ حدیث کی داغ بیل عہدِ رسالت میں ہی پڑ چکی تھی۔ عہدِ صحابہؓ میں یہ تحریک پروان چڑھی اور عہدِ تابعین میں پورے عروج پر پہنچ گئی تھی ــ یہ کتاب اہلِ علم کیلئے بیش بہا تحفہ، متلاشیانِ حق کے لئے اہم دستاویز اور مستشرقین و منکرینِ حدیث کے لئے ایٹم بم ہے ــ ملنے کا پتہ :- ادارہ علومِ اثریہ لائل پور

ادارہ علوم اثریہ

لائل پور

اس ادارے میں تخصص فی الحدیث کے سلسلے میں جید
علماء پر مغز محاضرات اور علوم حدیث کے بارے میں علمی
و تحقیقی ماحول کا پورا پورا اہتمام ہے۔

طلبہ کو ادارہ کی طرف سے معقول وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔
تاکہ پوری یکسوئی کے ساتھ یہ اپنی ذہنی و فکری
صلاحیتوں کو ریاض نبوت کی خوشہ چینی میں صرف کر
سکیں۔

علوم حدیث میں تخصص اور تبحر کے علاوہ انہیں
تفصیل سے ان فتنوں سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے جنہیں
دور حاضرہ کی مادیت پرستانہ تہذیب نے جنم دیا ہے۔

محمد اسحاق چیمہ۔ ناظم ادارۂ علوم اثریہ
لائل پور